عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

# ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATM-E-NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۳ | ۲۹/ربیع الثانی تا ۵/جمادی الاول ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۸ تا ۲۴/جون ۲۰۰۴ء | شمارہ: ۴

## نصف صدی کا مسافر

## مسند تدریس و تلقین کا وارث

# توہین رسالت کی سزا

## علم اور علماء کی قدر و قیمت

## دعوت و تبلیغ کے بنیادی اصول

## توہین رسالت اور قادیانیت

Email: editorkn@yahoo.com Website: http://www.khatme-nubuwwat.org http://www.khatm-e-nubuwwat.co

## مسجد کی حیثیت تبدیل کرنا صحیح نہیں:

س:...... ہمارے یہاں مسجد ایسی جگہ پر ہے جہاں نمازی بہت کم آتے ہیں' مسجد کی کمیٹی کا ارادہ ہے کہ مسجد کو یہاں کے بجائے روڈ پر لے جایا جائے اور اس جگہ کو مدرسہ میں تبدیل کر دیا جائے؟ قرآن و حدیث وفقہ کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں کہ ایسا کرنا جائز ہے؟

ج:...... جو جگہ باقاعدہ مسجد بنا دی جائے' وہ ہمیشہ مسجد رہے گی' اس کی اس حیثیت کو تبدیل کرنا صحیح نہیں۔

## مسجد کو شہید کرنا:

س:...... تحصیل ماتلی سے دس کلو میٹر دور گورنمنٹ نے بارن اسٹاپ پر مرادواہ کے نام سے ایک نہر نکالی ہے' اس نہر کے ایک سائیڈ پر ایک چھوٹی مسجد آتی ہے' ٹھیکیدار نے کھدائی کرا دی ہے' جس سے مسجد مرادواہ کے ایک کنارے سے چار پانچ فٹ (واہ کے) اندر آگئی ہے۔ انجینئر اور ٹھیکیدار کہتے ہیں کہ اس مسجد شریف کو گرا کر اور اس کی مٹی کو کسی بہتی ہوئی نہر میں ڈال دیں' لیکن وہاں جو ڈیکٹر والے کھدائی کا کام کرتے ہیں' انہوں نے کہا ہے کہ ہم شرعی مسئلہ پوچھ کر پھر مسجد کی طرف ہاتھ بڑھائیں گے۔ آپ سے یہ معلوم کرنا ہے کہ جیسے انجینئر اور ٹھیکیدار کہتے ہیں وہ صحیح ہے؟ یا اس (کچی) مسجد کو وہاں کھڑا کرنا چاہئے تو کیسے کھڑا کرنا چاہئے؟

ج:...... مسجد خواہ کچی ہو یا پکی' اس کو یا اس کے کسی حصہ کو ہٹانا اور اس جگہ کو کسی اور کام میں استعمال کرنا جائز نہیں۔ ٹھیکیدار اور انجینئر صاحبان کو چاہئے کہ نہر کو خم دے کر مسجد کے ورے ورے سے گزاریں ورنہ تمام لوگ جو اس کام میں شریک ہیں خانہ خدا کی ویرانی کی وجہ سے گناہگار ہوں گے اور جس طرح انہوں نے خدا کا گھر ویران کیا' اللہ تعالیٰ ان کے گھروں کو اجاڑ دیں گے۔

## ایک مسجد کو آباد کرنے کیلئے دوسری مسجد کو منہدم کرنا جائز نہیں:

س:...... ایک قدیم مسجد جو چاروں طرف سے درختوں' باغات سے ڈھکی ہوئی ہے علاقہ انتہائی گرم' گرمی ناقابل برداشت حتیٰ کہ مقتدیوں نے کہا کہ ہم گرمی میں نماز پڑھنے نہیں آئیں گے' مسجد کسی طرف سے بڑھائی بھی نہیں جاسکتی تو کیا سو قدم کے فاصلہ پر مسجد ثانی کا بنانا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو ظاہر ہے دونوں مسجدوں میں جماعت نہیں ہو سکتی تو پھر قدیم مسجد کو منہدم کر دیں یا بند کر دیں؟

ج:...... ایک مسجد کا دوسری مسجد کے لئے انہدام قصداً جائز نہیں ہے البتہ دوسری مسجد مذکورہ بالا ضرورت کے تحت بنا سکتے ہیں' لیکن اس کو آباد کرنے کے لئے پہلی مسجد کو منہدم نہیں کیا جاسکتا۔

## خواب میں اپنے سامنے بکھرے ہوئے موتی دیکھنا:

س:...... ایک باشرع پابند صوم وصلوٰۃ آدمی خواب میں یہ دیکھتا ہے کہ اس کے دائیں ہاتھ کی مٹھی میں بہت سارے سبز وسفید رنگ کے موتی ہیں اور کچھ بکھرے موتی اس کے سامنے زمین پر موجود ہیں' جن کو وہ اٹھا کر پہلے سے موجود موتیوں میں ملا کر اپنی اوک میں اکٹھا کر لیتا ہے۔ اس خواب کی کیا تعبیر ہوگی؟

ج:...... سبز وسفید موتی علم وحکمت کی دلیل ہیں۔ اور حکمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کا نام ہے' جو موتی گرے ہوئے ہیں وہ ان سنتوں پر عمل پیرا نہیں۔ البتہ ان پر عمل کی کوشش کر رہا ہے۔ اس کو چاہئے کہ اتباع سنت کا اہتمام کرے اور جو سنتیں ضائع کر دی گئی ہیں ان کا بھی اہتمام کرے۔

## خواب میں اپنے کو نور کا منبع دیکھنا:

س:...... ایک آدمی جو پابند صوم وصلوٰۃ اور باشرع ہے اور طریقت تصوف میں اولیاء اللہ سے وابستہ ہے وہ اپنے آپ کو خواب میں ایک نور کے منبع میں دیکھے اور غائبانہ آواز سے یہ سنے کہ ''اصلی محمد عبدی ورسولی'' اب اس خواب دیکھنے والے کو کیا یہ ''اصلی محمد عبدی ورسولی'' پڑھنا چاہئے؟ اس خواب کی کیا تعبیر ہے؟

ج:...... خواب میں سنے گئے الفاظ کا ضبط متیقن نہیں۔ اس لئے ''صلی علی محمد عبدی ورسولی'' ہوگا۔ گویا اس شخص کو کثرت درود شریف کا اشارہ کیا گیا ہے۔

# ہفت روزہ ختم نبوت

سرپرست اعلیٰ

حضرت خواجہ خان محمد زید مجدہٗ

سرپرست

حضرت سید نفیس الحسینی مدظلہ

جلد: ۲۳ شمارہ: ۴ ۲۹/ربیع الثانی تا ۵/جمادی الاول ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۸ تا ۲۴/جون ۲۰۰۴ء

مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ: مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر: مولانا اللہ وسایا


## بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

## اس شمارے میں


| | | |
|---|---|---|
| اداریہ | | 4 |
| مسند تدریس و تحقیق کا وارث | (مولانا عبدالرشید انصاری) | 6 |
| توہین رسالت کی سزا | (مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ) | 9 |
| حضرت مفتی زین العابدینؒ | (مولانا اللہ وسایا) | 15 |
| دعوت و تبلیغ کے بنیادی اصول | (تنظیم عالم قاسمی) | 17 |
| نصف صدی کا مسافر | (مولانا محمد علی صدیقی) | 20 |
| علم اور علماء کی قدر و قیمت | (مولانا سید رشید احمد حمیدیؒ) | 22 |
| توہین رسالت اور قادیانیت | (مولانا نذیر احمد تونسوی) | 25 |



## مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا بشیر احمد
صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا سعید احمد جلال پوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
سید اطہر عظیم
سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میو ایڈووکیٹ
ٹائٹل و تزئین: محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان



زر تعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر۔

یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۴۰ امریکی ڈالر

زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۷ روپے، ششماہی: ۱۷۵ روپے۔ سالانہ: ۳۵۰ روپے

چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں



لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
Hazori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت (ٹرسٹ)
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi.
Ph: 7780337 Fax: 7780340

ختم نبوۃ

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# اسلام کے عروج کی طرف ایک اور قدم

حضرت مفتی نظام الدین شامزیؒ کی شہادت کو ان سطور کے لکھے جانے تک دس روز گزر چکے ہیں لیکن تاحال ان کے قاتلوں کی گرفتاری عمل میں نہیں آئی۔ گزشتہ اداریہ میں آپ مفتی نظام الدین شامزیؒ کی شہادت پر دنیا بھر کے رہنماؤں' عمائدین مملکت اور مذہبی قائدین کے تعزیتی و مذمتی بیانات و پیغامات ملاحظہ فرما چکے ہیں جن سے مفتی صاحبؒ کی عظیم شخصیت اور عالمگیر خدمات پر کچھ روشنی پڑتی ہے۔ اس سے ایک بات یہ بھی واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ مفتی صاحبؒ کی شہادت کا عالمی سطح پر ہونے والے مسلمانوں کے قتل عام اور ان کے خلاف سازشوں سے براہ راست تعلق ہے۔ اس کی وجہ ظاہر ہے مفتی صاحبؒ کی وہ عظیم جدوجہد ہے جس کے ذریعہ وہ اسلام کو پوری دنیا پر غالب دیکھنا چاہتے تھے۔ انہوں نے دنیا بھر میں اسلام کو نقصان پہنچانے والی تحریکات کے خلاف علم جہاد بلند کیا ہوا تھا۔ ظاہر ہے کہ بین الاقوامی سازشیوں کو ان کا یہ کردار سخت ناپسند تھا اور وہ ہر قیمت پر مفتی صاحب کو اس عظیم مشن سے روکنا چاہتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے خیال میں مفتی صاحب کو شہید کروا کر اپنے ناپاک عزائم کی تکمیل کی راہ میں حائل ایک اہم رکاوٹ کو دور کیا۔

یہ حقیقت کسی سے چھپی ہوئی نہیں کہ اسلام کو مٹانے کی عالمی سازش کا سب سے اہم مہرہ قادیانی ہیں۔ قادیانیوں نے پہلے ملک میں اسلام پسندوں کو ''دہشت گرد' انتہا پسند اور شدت پسند'' باور کرایا اور پھر حکومت کو ان کے خلاف سخت ایکشن لینے پر اکسایا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ گیہوں کے بجائے صرف گھن ہی پِسا' اصل دہشت گرد تو ''محفوظ پناہ گاہوں'' میں چلے گئے جبکہ ''اسلام پسند'' دہشت گرد ٹھہرے' ملک میں اسلام سے محبت کو جرم بنا دیا گیا' ہر داڑھی اور ٹوپی والے کو مشکوک نظروں سے دیکھا جانے لگا' اسلام کا نام لینے والوں کو تحقیر آمیز ناموں سے پکارا جانے لگا' ڈالر کے پجاری محب وطن اور اسلام کے پیروکار وطن دشمن سمجھے جانے لگے' ملک کو اسلام سے دور کرنے کے لئے ''سب سے پہلے اسلام'' کے بجائے ''سب سے پہلے پاکستان'' کے نعرے لگائے جانے لگے' اپنے مسلمان بھائیوں کا گلا کاٹنے اور ان پر گولیاں چلانے کے لئے مسلمان فوجیوں کو آگے کیا جانے لگا' فوج اور سول سروس میں تعینات قادیانیوں نے فوج کو تباہ کرنے اور اس کے موٹو ''جہاد'' سے دور کرنے کے لئے افضل جہاد اور اصغر جہاد کی تفریق شروع کر دی اور مرزا غلام احمد قادیانی کے ایجنڈا ''جہاد حرام ہے'' کو ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔ قادیانیوں کی ان کوششوں کے باوجود فوج میں موجود مسلمانوں نے اسلام اور جہاد سے وابستگی کو نہ چھوڑا۔ دوسری طرف بیورو کریسی میں اپنے اثر و رسوخ کے باوجود قادیانی اپنی کوششوں میں خاطر خواہ کامیابی حاصل نہ کر سکے۔ دیگر ذرائع سے بھی انہوں نے اپنی ناکام کارکردگی کا مشاہدہ کر لیا تو ان کے آقاؤں نے اپنا طریقہ کار بدل دیا اور یہ طریقہ کار اپنایا کہ مقتدر علمائے کرام کو نشانہ بنایا جائے۔ اس کے ذریعہ وہ کئی مقاصد بیک وقت حاصل کرنا چاہتے تھے۔ اس کے ذریعہ وہ مختلف فرقوں کو باہم دست و گریباں کر کے فرقہ واریت کے پودے کو تناور درخت بنانا چاہتے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ عوام کو اس کے ذریعہ علمائے کرام سے متنفر کر کے ان سے دور کر دیا جائے۔ ان کا خیال تھا کہ وہ اس طرح اسلام کو دہشت گردی کا مذہب اور مسلمانوں کو دہشت گرد ثابت کر دیں گے۔ وہ اس کے ذریعہ مذہبی طبقات اور فوج کو آپس میں لڑانے کا خواب دیکھ رہے تھے۔ ان کی کوشش تھی کہ مسلمانوں کو کمزور کر دیا جائے تاکہ وہ قادیانیوں سے متعلق قوانین اور آئینی ترامیم' توہین رسالت کے قانون' حدود آرڈیننس اور دیگر اسلامی قوانین کا خاتمہ کر کے پاکستان کو قادیانی اسٹیٹ بنا سکیں اور عالمی سطح پر اسلام کو پھیلنے سے روک دیں۔ انہی مقاصد کے حصول کے لئے عالمی اسلام دشمن قوتوں اور ان کے آلہ

ختم نبوۃ

کاروں نے پہلے شہید ختم نبوت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کو شہید کیا تھا' پھر مولانا حبیب اللہ مختارؒ اور مفتی عبدالسمیعؒ ان کی دہشت گردی کا نشانہ بنے تھے' ان کے بعد جامعہ فاروقیہ کراچی کے اساتذہ پر فائرنگ کر کے انہیں شہید کیا گیا تھا' اسی طرح مولانا عبداللہ کو اسلام آباد میں شہید کیا گیا تھا' اور اب تازہ ترین واقعہ میں مفتی نظام الدین شامزی کو شہید کر کے عالم اسلام کو خبردار کیا گیا ہے کہ ان اسلام دشمن قوتوں کی راہ میں رکاوٹ بننے والی ہر شخصیت کو اسی طرح راستے سے ہٹا دیا جائے گا' لیکن یہ قوتیں بھول گئیں کہ اسلام کی تاریخ ہی شہادتوں اور قربانیوں سے رقم ہوتی ہے' یہاں شہادت حیات ابدی کا پیغام لاتی ہے' یہاں دین قربانیوں کی بدولت زیادہ تیزی سے پھیلتا ہے' یہاں ایک شہادت ہزاروں افراد کو دائرۂ اسلام میں لانے کا باعث بنتی ہے۔ قادیانی اور ان کے آقا کان کھول کر سن لیں! یہ دین شہادتوں اور قربانیوں کی بدولت پہلے سے زیادہ تیزی سے پھیلے گا' عوام قربانیاں دینے والے ان علمائے کرام کے ساتھ پہلے سے زیادہ جڑیں گے' دینی تحریکات سے وابستہ افراد و کارکنان کی تعداد میں پہلے کی بہ نسبت کئی گنا اضافہ ہوگا' مسلمانوں کو دہشت گرد ثابت کرنے کی کوششیں بری طرح ناکام رہیں گی' اسلام کو دہشت گردی کا مذہب ثابت کرنے کا خواب دیکھنے والے اپنی حسرت دل میں لئے ہوئے قبروں میں جا پہنچیں گے' مختلف مکاتب فکر کو آپس میں لڑانے کی کوششیں ناکام ثابت ہوں گی' فرقہ واریت کو ہوا دینے کا خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہوگا' قادیانیوں سے متعلق قوانین اور آئینی ترامیم' توہین رسالت کا قانون' حدود آرڈیننس اور دیگر اسلامی قوانین ملک میں حسب سابق اپنی اصل روح کے مطابق نافذ العمل رہیں گے اور پاکستان کو قادیانی ریاست بنانے کا خواب دیکھنے والے فنا ہو جائیں گے۔ شہید ختم نبوت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ' مولانا حبیب اللہ مختارؒ' مفتی عبدالسمیعؒ' مولانا عبداللہؒ' مفتی نظام الدین شامزیؒ کی قربانیاں رنگ لائیں گی۔ دنیا میں اسلام کا غلغلہ بلند ہوگا اور غلبۂ اسلام کی راہ ہموار ہوگی' امت مسلمہ اسلام پر مکمل طور پر کاربند ہوگی اور غیر مسلم جوق در جوق دائرۂ اسلام میں داخل ہوں گے۔ مفتی نظام الدین شامزی کی شہادت اسلام کے عروج کی طرف ایک اور قدم ثابت ہوگی۔

اس موقع پر ہم مفتی نظام الدین شامزیؒ کے قاتلوں کی گرفتاری کا مطالبہ کرنے کے ساتھ ساتھ قادیانیوں کی غیر آئینی و غیر قانونی سرگرمیوں پر پابندی عائد کرنے' توہین رسالت کے قانون اور حدود آرڈیننس کو ان کی اصل شکل میں برقرار رکھنے اور ان پر نظر ثانی کا اعلان واپس لینے' پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست بنانے اور ملک میں اسلامی نظام رائج کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ حکومت ملک میں علمائے کرام کے قتل عام پر خاموش تماشائی نہیں بنی رہے گی بلکہ علمائے کرام کے اصل قاتلوں کو گرفتار کر کے انہیں قرار واقعی سزا دے گی اور انہیں نشان عبرت بنا دے گی' ملک سے فرقہ واریت کے انسداد کے لئے سنجیدگی سے کوششیں کرے گی اور ٹھوس اقدامات اٹھائے گی' مساجد و مدارس کے تحفظ کے انتظامات کرے گی' ملک میں امن و امان کے قیام کو یقینی بنائے گی اور امن و امان کو تباہ کرنے والوں کو کیفر کردار تک پہنچائے گی۔

## ضروری اعلان

ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کے اندرون و بیرون ملک کے تمام قارئین کے نام بقایا جات کی ادائیگی کے سلسلے میں یاد دہانی کے خطوط ارسال کئے جا چکے ہیں۔ جن حضرات کے نام بقایا جات واجب الادا ہیں وہ فوراً اپنی رقم بنام ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کراچی بذریعہ منی آرڈر' چیک یا ڈرافٹ ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔ پنجاب کے بعض علاقوں سے یہ شکایات موصول ہو رہی ہیں کہ پوسٹ مین اضافی چارج وصول کرتے ہیں جبکہ ہفت روزہ ختم نبوت رجسٹرڈ رسالہ ہے جسے پاکستان پوسٹ آفس کی جانب سے ڈاک کے رعایتی نرخ یعنی ایک روپے کے ڈاک ٹکٹ کی سہولت حاصل ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ رسالہ پر ایک روپے کا ڈاک ٹکٹ لگے ہونے کی صورت میں کسی قسم کا اضافی چارج ڈاکیہ کو ہرگز نہ دیا جائے۔

نوٹ : خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کی وضاحت ضرور فرمائیں۔

(ادارہ)

ختم نبوۃ

# مسند تدریس وتلقین کا وارث

مولانا عبدالرشید انصاری

وہ جن کے نام سے اہل علم کی آبرو تھی' جن کی گفتگو میں شاہوں کا جلال اور اہل زہد و ورع کی عاجزی تھی' جو سجادۂ تفسیر و حدیث کی رونق تھے' جنہیں دیکھ کر غزالیؒ اور ابن تیمیہؒ کا گماں ہوتا تھا' جو حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ اور حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی مسند تدریس وتلقین کے وارث تھے' جو اہل مدرسہ وخانقاہ کی زبان تھے' جو سنت نبویؐ اور اخلاق پیمبری کا حسیں پیکر تھے' جو اپنے پہلو میں امت کی بربادیوں پر تڑپنے والا دل رکھتے تھے' جو امریکی جارحیت کے خلاف مزاحمت اور جہاد کا سنگ میل تھے' وہ عالم ربانی جو اسرائیل و بھارت' امریکا وبرطانیہ کی آنکھوں میں کانٹا بن کر چبھتا رہا' ولی اللٰہی قافلے کا سالار جو غازیوں کا رہبر' مجاہدوں کا پیشوا اور تشنگان علوم قرآن وسنت کے لئے علوم نبوت کا بہتا ہوا دریا تھا' وہ حسب معمول جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن میں منتظر طلباء کو کتاب الصلوٰۃ پڑھانے کے لئے روانہ ہوا تو کارکنان قضاء وقدر نے آواز دی: اے مردحق آگاہ! آج نماز کا سبق نہیں پڑھانا' اپنے لہو سے وضو کرکے نماز عشق ادا کرکے دکھانی ہے:

نہ مسجد میں نہ مندر میں نہ بیت اللہ کی دیواروں کے سائے میں
نماز عشق ادا ہوتی ہے تلواروں کے سائے میں

مفتی نظام الدین شامزی اپنے گھر سے نکل کر جوں ہی سڑک پر آئے تو پہلے سے گھات لگائے بیٹھے کفر دوست' علماء دشمن' اسلام دشمن' مسلمان دشمن' امن دشمن اور پاکستان دشمن سنگدل قاتلوں نے اپنے سامراجی آقاؤں کی خوشنودی کے لئے چاروں اطراف سے ان کی گاڑی پر گولیوں کی بارش کردی۔ وہ فقیہہ ومحدث' مصلح ومفکر' جو اکابر علمائے دیوبند کے علم وتقویٰ' اخلاص وللّٰہیت اور جلال و جمال کی پاکیزہ روایات کا امین تھا' اس کے شب زندہ دار جسم سے لہو کے فوارے چھوٹ پڑے' صلیب اور صیہونیت کے آلۂ کار دہشت گرد حملہ آوروں کا طریقۂ واردات وہی تھا جو کچھ عرصہ پہلے زعیم فلسطین شیخ احمد یٰسین کو شہید کرتے وقت اختیار کیا گیا تھا۔ جان سے پیارے فرزند دلبند سلیم الدین نے حملہ آوروں کے خلاف جوابی کارروائی کی اور ایک حملہ آور کو زخمی کیا جبکہ خود بھی مجروح ہوئے' مگر تقدیر کا لکھا کون ٹال سکتا ہے؟ مولانا عطاء الرحمٰن نے یہ دیکھا کہ شیخ الحدیث مفتی نظام الدین شامزی اپنے لہو سے ''سرخرو'' ہوچکے ہیں تو ان کا دل بھر آیا' قریب تھا کہ پیمانۂ صبر چھلک پڑے' مگر قتیل تیغ اہل جفا حضرت مفتی نظام الدین شامزی صبر واستقامت کا جبل فلک بوس بنے ہوئے تھے' خون آلود ہاتھ اٹھا کر اپنے بارے میں تسلی دی کہ غم نہ کرو' میں کامیاب جارہا ہوں' زبان پر کوئی آہ و بکا نہ تھی' ہمیشہ کی طرح کسی مہمان کی آمد پر ان کے لبوں پر تیرنے والی مسکراہٹ اب بھی ان کے چہرے پر موجود تھی مگر آج ان کے مہمان پاکستان کے کسی شہر یا کراچی کی کسی درسگاہ سے نہیں آئے تھے بلکہ خلد بریں سے مغفرت کی عبائے زریں لئے ملائکہ چلے آرہے تھے' آپ کا پیکر خاکی خون میں نہاچکا تھا' روح نے فرشتگانِ بہشت کو دیکھا تو آنکھوں میں تارے جھلملانے لگے۔ روح اقبال نے مسرور ہوکر کہا ہوگا:

نشان مرد مومن باتو گویم
جو مرگ آید تبسم برلب اوست

بچے مرد مومن کی پہچان میں تجھے بتاؤں؟ موت کے فرشتے آجائیں تو مسکراہٹ اس کے لبوں پر رقصاں ہوتی ہیں' وہ اس شعر کا مصدق ہوتے ہیں:

خموشی میں کہہ گیا کیا کیا دیکھو
دیکھو دیکھو ذرا اک نظر دیکھو

بوقت رخصت اپنے تلامذہ سے آپ آنکھوں ہی آنکھوں میں کہہ رہے تھے کہ خوش رہو' آباد رہو' ملک وملت کی خدمت کے لئے زندگیاں وقف کردو' اللہ اور رسولؐ کے دشمنوں کے شر سے نمٹنے سے غفلت نہ برتنا' میں جارہا ہوں' غم نہ کرنا' میں نے عمر بھر حضور خاتم الانبیا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم وناموس کی پاسبانی کی ہے' میں آہستہ بولتا تھا' مگر میرے اقوال کی صداقت واشنگٹن اور لندن کے وظیفہ خواروں پر برق تپاں بن

کر برتی رہی' میں نہتا تھا مگر میرے استدلال کی قوت کے سامنے میزائل اور بم برسانے والے خود کو کمزور محسوس کیا کرتے تھے' میں نے مجاہدوں اور مظلوموں کا ساتھ دیا' کراچی پر خونی اقتدار قائم کرنے والوں کی تائید نہیں کی' راہ حق کے بادہ نوشو! شمع رسالتؐ کے پروانو! اے فرزندان اسلام! اللہ تمہارے کسی عمل کو ضائع نہیں کرے گا' مجھے بہت جلدی ہے' میں جا رہا ہوں' راہ حق میں شہادت کا تاج لئے ملائکہ میرے منتظر ہیں' مگر میری مظلومیت ظالموں اور قاتلوں کا چین و سکون تباہ کر دے گی' میری شہادت کا المیہ قاتلوں کو بے نقاب کر دے گا' ان کی سازشیں' ان کی چالاکیاں' ان کا اختیار و اقتدار اور امریکی ڈالر اور برطانوی پونڈ کچھ دیر کے لئے دنیا کی نظروں سے ان کے منافقانہ مظالم کو چھپا سکتے ہیں' مگر خدا کے دائمی عذاب سے انہیں نہیں بچا سکتے' مجھے شہادت کا مرتبہ عطا کرنے والے رب ذوالجلال نے فرمایا ہے کہ جو کسی مومن کو دانستہ قتل کرے گا اس کا کھلا بدلہ جہنم ہے' وہ اس میں ہمیشہ رہے گا' اس پر اللہ کا غضب اور لعنت ہے' قاتل کے لئے بڑا دردناک عذاب تیار کیا گیا ہے۔

یہ تو آخرت میں ہوگا' مگر جن لوگوں نے شیطانی گٹھ جوڑ کے زیر سایہ دن دہاڑے اللہ کے مال پر ڈاکہ ڈالا ہے' ان کے چہرے پہچاننے اور ان کی تصاویر بنانے کے لئے امریکی کیمروں کی ضرورت نہیں' بنوری ٹاؤن کی مسجد کے مینار بتائیں گے کہ گولیاں کس نے برسائیں؟ موٹر سائیکلوں پر کون کون تھا؟ گاڑیاں ڈرائیو کرنے والے کون کون تھے؟ میرا پروردگار جس نے فرعون کو سمندر میں غرق کر دیا' ایک مچھر سے نمرود کا غرور خاک میں ملا دیا' جس نے ابوجہل کے ہاتھ میں کنکریوں سے کلمہ پڑھوا لیا' وہ موقع کے گواہوں' یعنی شاہدوں' جگر مراد آبادی روڈ کے درختوں اور جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کی مسجد کے میناروں کو قوت گویائی عطا کر دے گا' قاتلوں کو گونگا کر دے گا اور انہیں اٹھا کر اوندھے منہ جہنم میں ڈال دے گا' کیونکہ سفاک' بے رحم اور دولت دنیا کے لالچی قاتلوں نے اللہ کے مال پر ڈاکہ ڈالا ہے۔ حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزی کی زندگی اللہ کا مال تھی' یہ بات ہمیں قرآن نے بتائی ہے کہ اس میں شک نہیں کہ اللہ نے ایمان والوں سے ان کے مال اور جانیں خرید لی ہیں کیونکہ ان کے بدلے ان کو جنت عطا کی جائے گی۔

۱۰/ربیع الثانی ۱۴۲۵ھ بمطابق ۳۰/مئی ۲۰۰۴ء کی صبح پونے آٹھ بجے جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے سامنے جمشید روڈ' افشاں ٹیرس اور جگر مراد آبادی روڈ کے در و دیوار بے تحاشا فائرنگ سے لرز رہے تھے۔ لندن' تل ابیب اور واشنگٹن میں بیٹھے ہوئے مسلمانوں کے خون اور تیل کے پیاسوں کو جب اپنے گھناؤنے جرم کی تکمیل کی تسلی بخش اطلاع مل گئی تو سوا نو بجے امریکی ٹیلی ویژن چینل سی این این اور دیگر خبر رساں اداروں نے اہل استبداد کو خوشخبری سنائی کہ ''طالبان کے حامی مفتی نظام الدین شامزی کو کراچی میں قتل کر دیا گیا''۔

حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزی سے میری آخری ملاقات جامعہ احسن العلوم میں شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان کے فرزند حافظ محمد انور شاہ سلمہٗ کی تکمیل حفظ قرآن کے موقع پر منعقدہ ایک پرمسرت تقریب میں ہوئی۔ مفتی صاحب دسترخوان پر میرے قریب ہی بیٹھے ہوئے تھے' حسب عادت سرگوشی کے انداز میں مجھ سے فرمانے لگے: ''آپ نے بہت بڑا کام کیا ہے' میں نور علیٰ نور کے قرآن کریم نمبر پر لکھنا چاہتا ہوں۔'' میں نے عرض کیا: ''آپ کی نوازشات تو بے پایاں ہیں' جناب والا کے دعائیہ کلمات تو پہلے ہی شامل اشاعت ہو چکے ہیں' اگر آپ کے مشاغل کثیرہ لکھنے میں مزاحم نہ ہوں تو زہے نصیب۔''

۱۹۸۱ء میں پہلی بار انہیں دیکھا تھا تو جوانی کے باغ پر بہاریں مچل رہی تھیں۔ عنفوان شباب نو دمیدہ۔ جامعہ فاروقیہ کے جواں سال مدرس تھے' نام و نمود سے دور' انتہائی منکسر المزاج' مگر پھر فکر و دانش جواں سے جواں تر اور جسم بڑھاپے کی جانب تیز گام ہوتا چلا گیا۔ دراصل امت مسلمہ پر ٹوٹنے والے مظالم کے پہاڑ انہیں چین نہ لینے دیتے تھے۔ عراق اور افغانستان میں بہنے والی مسلمانوں کے خون کی ندیاں ہمہ وقت ان کی آنکھوں کے سامنے رہتی تھیں' ان کے چہرے پر گو ایمان واطمینان کا نور جگمگاتا تھا مگر نہتے مسلمانوں کے امریکی بمباری سے تڑپتے لاشے' یتیموں کی آہوں اور بیواؤں کی سسکیوں سے ان کے قلب و جگر ٹکڑے ٹکڑے ہو چکے تھے۔ حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی مظلومیت اور امت کے غموں نے انہیں وقت سے پہلے بوڑھا کر دیا تھا۔ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی جدائی کا درد ہی ان کے قوائے جسم کو نحیف بنانے کے لئے کافی تھا' دراز قامت' بھاری بھرکم جسم اور عالمانہ وجاہت کے باوجود صرف ۵۲ سال کی عمر میں اٹھتے بیٹھتے دقت محسوس کرنے لگے۔ مفتی صاحب حضرت لدھیانوی شہیدؒ سے مجاز بیعت تھے' انہیں اپنے شہید شیخ سے بے پناہ عقیدت و محبت تھی جو مقبول بارگاہ الٰہی قرار پائی' اسی لئے ظاہراً و باطناً انہی کے رنگ میں رنگ

دیئے گئے۔ بعض اخباری تبصروں اور بیانات میں اندازہ لگایا گیا ہے کہ جن درندوں نے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کو شہید کیا تھا' حضرت مولانا شامزی پر حملہ کرنے والوں میں وہ بھی شامل تھے' جیسے حضرت لدھیانویؒ ذاتی گاڑی میں گھر کے قریب ظالموں کا نشانہ بنے تھے' مولانا مفتی شامزی بھی اسی طرح گھر کے قریب ہی شہید کر دیئے گئے اور حضرت مولانا لدھیانویؒ کے پہلو میں دفن کئے جانے کی وصیت انہوں نے خود فرما دی تھی۔ دس ربیع الثانی کی شام مولانا شامزی کے لئے مژدۂ جاں لے کر آئی' جب وہ گئے تو دنیا میں رات کے اندھیرے پھیل گئے مگر جب انہیں لحد میں اتار کر قبر بند کر دی گئی تو ان کے زخموں کی خوشبو سے روحیں مسرور ہو گئی ہوں گی' اے شہید باوفا! اھلاً وسہلاً مرحبا کی صداؤں سے عالم برزخ گونج اٹھا ہو گا' مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ' مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختارؒ' مولانا مفتی عبدالسمیعؒ شہدائے بنوری ٹاؤن کی ارواح ثلاثہ نے مولانا شامزی شہید کا استقبال کرتے ہوئے جنت کے پھولوں سے سجے گلدستے جب پیش کئے ہوں گے تو محدث کبیر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی روح پرفتوح نے اپنے استاد امام المحدثین حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی خدمت میں فخراً و انبساطاً عرض تو کیا ہو گا کہ بہاولپور کی عدالت میں ناموس رسالتؐ کے تحفظ و دفاع کی جس تحریک کی آپ نے بنیاد ڈالی تھی' میرے مدرسے کے ان اساتذہ و تلامذہ نے اپنے خون شہادت سے آبیاری کر کے اس کے برگ و بار کو کل عالم میں پھیلا دیا ہے۔

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے در و دیوار کے سائے میں پرورش پانے والے شہادت کے جذبوں کو سلام!

حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزی کی مظلومانہ شہادت صیہونی و صلیبی گماشتوں' اسلام کے باغیوں اور پاکستان کے دشمنوں کو بے نقاب کر دے گی' منبر و محراب سے فرعونیت و نمرودیت کو نیست و نابود کرنے کے لئے جہاد کا غلغلہ اٹھے گا اور مجاہدوں اور نمازیوں کے سربکف کارواں ابوجہل اور ابولہب کی معنوی ذریت کے تکبر و غرور کو ان کے دماغوں سے نکالنے کے لئے صاعقۂ حق بن کر چمکتے اور کڑکتے رہیں گے۔

مولانا مفتی نظام الدین شامزی جاتے جاتے بزبان حال کہہ رہے تھے:

ماؤں کی محبت کو میں کر دوں گا بلند اتنا
کہ دل کے ٹکڑوں کو شہادت کی دعا دینی پڑے
خاک ارض پاک سے ایسے اٹھاؤں گا شہید
جن کے مدفن کو زمین کربلا دینی پڑے

یارب السموات والارض! حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزی شہیدؒ کے تینوں عالم دین اور حافظ قرآن صاحبزادوں تقی الدین' امین الدین اور سلیم الدین کو علماً و عملاً ان کا حقیقی جانشین بنا اور حضرت مفتی صاحبؒ کی والدہ ماجدہ' اہلیہ' صاحبزادگان' برادر اکبر ڈاکٹر عزیز الدین' برادر اصغر اور دیگر پسماندگان کو صبر مع الاجر عطا فرما!

اے خدائے علیم و قہار! مفتی صاحبؒ کے قاتلوں اور ان کے پشت پناہوں کو بے نقاب کر دے' انہیں توبہ کی توفیق دے یا رسوا کر دے اور عبرت کا نشان بنا دے تاکہ پاکستان ان کی دستبرد سے بچ جائے اور امت مسلمہ ان کی سازشوں سے امان پائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

☆☆..........☆☆

## اسلام دشمن قوتیں مسلمانوں کو لڑانے کے لئے مختلف قسم کی سازشیں کر رہی ہیں' ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر کی صدر جنرل مشرف سے گفتگو

کراچی (نمائندہ خصوصی) صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف سے ٹیلی فون پر گفتگو کرتے ہوئے جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے مہتمم ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر نے کہا کہ مسلمان کہیں بھی دوسرے مسلمان کو نہیں مار رہا۔ نہ ان کے درمیان کہیں تصادم کی کیفیت ہے اور نہ ہی مختلف مکاتب فکر ایک دوسرے سے لڑ رہے ہیں بلکہ اسلام دشمن قوتیں ان کو لڑانے کے لئے مختلف قسم کی سازشیں کر رہی ہیں اور امن و امان کو خراب کرنے کی راہ ہموار کر رہی ہیں۔ جہاں تک امن و امان کی بات ہے تو علمائے کرام نے ہمیشہ امن کی تلقین کی ہے اور بڑے بڑے سانحات پر صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا ہے جس کی آخری مثال 30/مئی کو مفتی نظام الدین شامزی کی شہادت کے بعد ہمارا طرز عمل ہے کہ ہم نے نہ صرف یہ کہ خود امن و امان قائم رکھا بلکہ شرپسندوں کو بھی فسادات سے روکا جس کی گواہی سندھ انتظامیہ سے لی جا سکتی ہے۔ صدر جنرل پرویز مشرف نے یوتھ کنونشن اسلام آباد میں جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے طالبعلم کے کردار کی تعریف کی جس کے جواب میں ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر نے کہا کہ آپ کے سامنے تو صرف یہ ایک مثال آئی ہے جبکہ ہمارے مدارس کے ہزاروں طلباء صرف عالم اسلام ہی میں نہیں بلکہ غیر مسلم ممالک میں بھی پاکستان کے بلا معاوضہ سفیر کا کردار ادا کر رہے ہیں اور وہ ان ممالک میں اپنے ملک سے زیادہ پاکستان کی تشہیر کرتے ہیں اور پاکستان کے خلاف پروپیگنڈے کا مؤثر جواب دیتے ہیں۔

ختم نبوۃ

# توہین رسالت کی سزا

زیر نظر مضمون شہید اسلام حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کی توہین رسالت کے سزا کے موضوع پر ایک اہم تحریر ہے جو ماہنامہ بینات کراچی کی ربیع الاول ۱۴۱۳ھ کی اشاعت میں شائع ہوئی۔ حالیہ دنوں میں توہین رسالت کے قانون میں ترمیم ونظر ثانی کے حوالے سے جو بحث چل رہی ہے' اس کے ضمن میں اس تحریر کو قند مکرر کے طور پر شائع کیا جارہا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی۔ امابعد!

امام ابو داؤدؒ نے ''کتاب الحدود' باب الحکم فیمن سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' میں بہ سند صحیح یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ حضرت ابو برزہ سلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ کسی شخص سے ناراض ہوئے تو وہ شخص درشت کلامی پر اتر آیا۔ میں نے کہا: اے خلیفہ رسولؐ! آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں اس کی گردن اڑا دوں؟ میرے ان الفاظ سے ان کا سارا غصہ جاتا رہا' وہ وہاں سے اٹھ کر گھر چلے گئے اور مجھے بلا بھیجا۔ میں گیا تو مجھ سے فرمایا کہ ابھی تم نے کیا کہا تھا؟ میں نے کہا کہ یہ کہا تھا کہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس شخص کی گردن اڑا دوں۔ فرمایا: اگر میں تم کو حکم کرتا تو تم یہ کام کرتے؟ عرض کیا: آپ فرماتے تو ضرور کرتا' فرمایا:

''لا واللہ ما کانت لبشر بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم.''

(ابوداؤد ص۶۰۰)

ترجمہ: ''نہیں! اللہ کی قسم! یہ بات (کہ بدکلامی پر گردن اڑا دی جائے) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کے لئے نہیں۔''

مطلب یہ کہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بدزبانی کرنے والا سزائے موت کا مستوجب ہے۔ آپؐ کے بعد کوئی انسان

**مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ**

ایسا نہیں' جس کی بدگوئی کرنے والے کو سزائے موت دی جائے۔

رمضان وشوال ۱۴۱۰ھ کے ''بصائر وعبر'' میں اس مسئلہ کی کچھ تفصیل گزر چکی ہے کہ کتاب وسنت اور فقہ اسلامی کی رو سے توہین رسالت کا مرتکب سزائے موت کا مستحق ہے۔ شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ نے اپنی مشہور کتاب ''الصارم المسلول علیٰ شاتم الرسول' میں اس مسئلہ پر قرآن وسنت کے نصوص اور صحابہ و تابعین کا مسلسل تعامل ذکر کرتے ہوئے آخر میں خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ کسی شخص نے ان کو برا بھلا کہا اور ان کی ہتک عزت کی (غالباً اس علاقے کے گورنر نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے استصواب کیا ہوگا کہ کیا ایسے مفسد شخص کو قتل کردیا جائے؟ اس کے جواب میں) حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے گورنر کو لکھا کہ قتل صرف اس شخص کو کیا جاتا ہے جو شانِ رسالت میں دریدہ دہنی کرے' لہٰذا اس شخص کو قتل تو نہ کیا جائے' البتہ سرزنش کے لئے اس کے سر پر اتنے کوڑے لگائے جائیں اور یہ کوڑے لگانا بھی محض اس شخص کی اصلاح اور بہتری کے لئے ہے' اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں اس کے کوڑے لگانے کا بھی حکم نہ دیتا۔

اس واقعہ کو نقل کرنے کے بعد حافظ ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں:

''اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا یہ واقعہ مشہور ہے' جب وہ خلیفہ راشد ہیں' قرآن وسنت کے عالم اور بے حد متبع سنت ہیں' پس شاتم رسولؐ کا واجب القتل ہونا صحابہؓ وتابعینؒ کا اجماعی فیصلہ ہے۔ کسی ایک صحابیؓ اور ایک تابعیؒ سے بھی اس کے خلاف منقول نہیں۔''

(الصارم المسلول ص:۴۷۷)

خلاصہ یہ ہے کہ اسلامی قانون کی رو سے توہین رسالت کا مرتکب سزائے موت کا مستحق ہے اور اس مسئلہ پر تمام صحابہؓ و تابعینؒ اور فقہائے امتؒ متفق ہیں۔

انگریز کے دورِ اقتدار میں ناموسِ رسالت کے تحفظ کے لئے کوئی قانون نہیں تھا' لیکن راجپال جیسے ازلی بدبختوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت پر ناپاک حملے کئے اور وہ غازی علم الدین شہید جیسے فدائیانِ رسالتؐ کے ہاتھوں کیفرِ کردار کو پہنچے تو انگریز کو مذہبی رہنماؤں کی عزت و ناموس کے تحفظ کے لئے قانون وضع کرنا پڑا' چنانچہ ۱۹۲۷ء میں تعزیراتِ ہند میں دفعہ ۲۹۵ الف ایزاد کی گئی جو (لفظ ''پاکستان کے'' کے اضافہ کے ساتھ) مجموعہ تعزیراتِ پاکستان مطبوعہ یکم جولائی ۱۹۶۲ء میں درج ذیل الفاظ میں مذکور ہے:

''دفعہ ۲۹۵-الف: جو کوئی شخص ارادتاً اور اس عداوتی نیت سے کہ پاکستان کے شہریوں کی کسی جماعت کے مذہبی احساسات کو بھڑکائے' بذریعہ الفاظ زبانی یا تحریری اشکال محسوس العین اس جماعت کے معتقدات مذہبی کی توہین کرے یا توہین کرنے کا اقدام کرے' اس کو دونوں قسموں میں سے کسی قسم کی قید کی سزا دی جائے گی' جس کی میعاد دو برس تک ہوسکتی ہے یا جرمانے کی سزا یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔''

چوہدری محمد شفیع باجوہ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

''یہ دفعہ ۱۹۲۷ء میں ایزاد کی گئی تاکہ اگر کسی مذہب کے بانی پر توہین آمیز حملہ کیا جائے تو ایسا کرنے والے کو سزا دی جاسکے۔ اس سے پہلے اس قسم کے اشخاص کے خلاف دفعہ ۱۵۳-الف استعمال ہوا کرتی تھی مگر ہائی کورٹ کے ایک فیصلہ کی رو سے یہ طریقہ غلط قرار پایا: تقریر کرنے والے یا مضمون لکھنے والے۔'' (شرح مجموعہ تعزیراتِ پاکستان ص ۱۲۱'۱۲۲)

چونکہ توہین رسالت کے جرم کی یہ سزا (جو انگریزی قانون نے تجویز کی اور جسے تعزیرات پاکستان میں جوں کا توں رکھا گیا تھا) بالکل ناکافی تھی' اس لئے ۱۹۸۴ء میں تعزیراتِ پاکستان میں دفعہ ۲۹۵-سی کا اضافہ کیا گیا اور اس کے ذریعہ اس جرم کی سزا ''سزائے موت یا عمر قید مع جرمانہ'' تجویز کی گئی' اس دفعہ کا متن حسب ذیل ہے:

### ۲۹۵-سی نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شان میں اہانت آمیز کلمات کا استعمال

''جو شخص الفاظ کے ذریعے خواہ زبان سے ادا کئے جائیں یا تحریر میں لائے گئے ہوں یا دکھائی دینے والی تمثیل کے ذریعے یا بلاواسطہ یا بالواسطہ تہمت یا طعن یا چوٹ کے ذریعہ نبی کریم (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس نام کی بے حرمتی کرتا ہے' اس کو موت یا عمر قید کی سزا دی جائے گی اور وہ جرمانہ کا بھی مستوجب ہوگا۔''

تعزیرات پاکستان کی یہ دفعہ ۲۹۵-سی بھی اسلامی قانون سے ہم آہنگ نہیں تھی۔ کیونکہ اس میں اس سنگین جرم کی سزا موت یا عمر قید تجویز کی گئی تھی' حالانکہ توہین رسالتؐ کی سزا صرف اور صرف قتل ہے۔ اس لئے وفاقی شرعی عدالت نے اکتوبر ۱۹۹۰ء میں اپنے ایک فیصلہ میں صدر پاکستان کو ہدایت کی کہ ۳۰/اپریل ۱۹۹۱ء تک اس قانون کی اصلاح کی جائے اور اس دفعہ میں ''یا عمر قید'' کے الفاظ حذف کرکے توہین رسالتؐ کی سزا صرف موت قرار دی جائے' اگر اس تاریخ تک حکومت نے اس قانون کی اصلاح نہ کی تو اس تاریخ کے بعد یہ الفاظ خود بخود کالعدم قرار پائیں گے اور (خدانخواستہ اس جرم کے ارتکاب کی صورت میں) صرف سزائے موت ملک کا قانون قرار پائے گا' لیکن حکومت نے اس تاریخ سے قبل اس قانون کی اصلاح نہیں کی' اس لئے وفاقی شرعی عدالت کے فیصلہ کے مطابق دفعہ ۲۹۵-سی میں ''یا عمر قید'' کے الفاظ کالعدم قرار پائے اور قانون یہ بن گیا ہے کہ توہین رسالتؐ کے جرم کی سزا صرف موت ہے۔

ہمارے قانون ساز اداروں کو بعد از وقت خیال آیا کہ اس قانون کی اصلاح ہونی چاہئے' اور دفعہ ۲۹۵-سی میں ''یا عمر قید'' کے الفاظ حذف کرنے چاہئیں۔ چنانچہ قومی اسمبلی نے ۲/جون ۱۹۹۲ء کو متفقہ قرارداد منظور کی کہ توہین رسالت کے مرتکب کو سزائے موت دی جائے۔ خبر کا متن حسب ذیل ہے:

''اسلام آباد (نمائندہ جنگ) قومی اسمبلی نے منگل کے دن متفقہ قرارداد منظور کی کہ توہین رسالتؐ کے مرتکب کو پھانسی کی سزا دی جائے اور اس ضمن میں مجریہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵ (ج) میں ترمیم کی جائے اور ''عمر قید'' کے لفظ حذف کرکے صرف ''پھانسی'' کا لفظ رہنے دیا جائے۔ یہ قرارداد آزاد رکن سردار محمد

یوسف نے پیش کی اور کہا کہ ہر مسلمان کا عقیدہ ہے کہ توہین رسالتؐ کے مرتکب شخص کو سزائے موت دی جائے جبکہ قانون میں عمر قید اور پھانسی کی سزا متعین کی گئی ہے۔ مذہبی امور کے وفاقی وزیر مولانا عبدالستار خان نیازی نے بتایا کہ وزیراعظم کی صدارت میں ایک اجلاس ہوا تھا' جس میں تمام مکتبہ فکر کے علماء نے شرکت کی تھی' اس اجلاس میں طے پایا تھا کہ توہین رسالتؐ کے مرتکب کو کم تر سزا نہیں دینی چاہئے' اس کی سزا موت ہونی چاہئے۔ وفاقی وزیر پارلیمانی امور چوہدری امیر حسین نے کہا کہ حکومت اس قرارداد کی مخالفت نہیں کرتی' حکومت اس ضمن میں پہلے ہی قانون سازی کی تیاری کر رہی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ اس ضمن میں ایک ترمیمی بل سینیٹ میں پیش ہو چکا ہے۔" (روزنامہ جنگ کراچی ۳/ جون ۱۹۹۲ء)

۸/ جولائی ۱۹۹۲ء کو سینیٹ نے توہین رسالتؐ کے مجرم کو سزائے موت کا ترمیمی بل منظور کیا:

"اسلام آباد (نمائندہ خصوصی) سینیٹ نے بدھ کو ایک بل کی منظوری دی' جس کے تحت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کی بے حرمتی کی سزا موت ہوگی' فوجداری قانون میں تیسری ترمیم کا بل وفاقی شرعی عدالت کے حالیہ فیصلہ کی روشنی میں منظور کیا گیا ہے۔ عدالت نے اپنے فیصلہ میں کہا تھا کہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵-سی کے تحت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کی بے حرمتی پر عمر قید کی سزا اسلامی احکامات کے منافی ہے۔ یہ بل جو قومی اسمبلی پہلے ہی منظور کر چکی ہے' سینیٹ میں وزیر قانون چوہدری عبدالغفور نے پیش کیا' انہوں نے بل کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ قانون میں شاتم رسولؐ اور توہین رسالتؐ کی سزا عمر قید یا سزائے موت ہے' وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کی روشنی میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کی توہین کی سزا عمر قید کی بجائے سزائے موت تجویز کی گئی ہے' کیونکہ عدالت کے خیال میں ایسے ملزم کو صرف سزائے موت ہی دی جانی چاہئے۔

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق نے اس موقع پر کہا کہ قانون کے بارے میں اسٹینڈنگ کمیٹی نے تجویز کیا ہے کہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۲۹۵ کے تحت آنے والے جرم کی مزید تشریح کے لئے اسلامی نظریاتی کونسل سے رہنمائی حاصل کی جائے۔ قائد ایوان محمد علی خان نے کہا کہ رسول اکرمؐ کی حرمت اور شان رسالتؐ کے بارے میں دو آراء نہیں' اس لئے اس بل کو مؤخر کرنے کا کوئی جواز نہیں اور اگر اس کی منظوری جلد نہ کی گئی تو یہ بھی ایک جرم ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ توہین رسالت کا ملزم صرف سزائے موت کا ہی حق دار ہے۔ انہوں نے خمینی کی بھی مثال دی کہ انہوں نے شاتم رسولؐ سلمان رشدی کے لئے سزائے موت کا اعلان کیا تھا اور ایران کی موجودہ حکومت نے ملعون رشدی کے بارے میں فیصلہ نہیں بدلا۔ سینیٹر مولانا سمیع الحق' سینیٹر حافظ حسین احمد' میاں عالم علی لالیکا' سید اشتیاق اظہر نے بھی بل کی فوری منظوری پر زور دیا۔ سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق' عبدالرحیم' مندوخیل اور جام کرارالدین نے توہین رسالتؐ کی تشریح کے لئے اسلامی نظریاتی کونسل سے رجوع کرنے کا مشورہ دیا۔ وزیر قانون نے یقین دلایا کہ اس بارے میں اسلامی نظریاتی کونسل سے تشریح طلب کی جائے گی۔ ایوان نے متفقہ طور پر بل کی منظوری دے دی۔" (روزنامہ جنگ کراچی ۹/ جولائی ۱۹۹۲ء)

سینیٹ سے منظوری کے بعد آج کل یہ بل قومی اسمبلی میں زیر بحث ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ جس طرح قومی اسمبلی نے متفقہ قرارداد منظور کی تھی اور جس طرح سینیٹ نے یہ بل متفقہ طور پر منظور کیا تھا' اسی طرح قومی اسمبلی بھی اس بل کو بغیر کسی بحث وتمحیص کے متفقہ طور پر منظور کر لیتی' لیکن افسوس ہے کہ نہ صرف اس پر مخالفانہ آراء کا اظہار کیا گیا بلکہ بحث کے دوران بعض ناخوشگوار واقعات بھی پیش آئے۔ چنانچہ اخباری خبر کے مطابق:

"اسلام آباد (نمائندہ خصوصی) قومی اسمبلی میں جمعرات کو قانون سازی کے دوران توہین رسالتؐ کے مجرموں کو عمر قید کی بجائے سزائے موت دینے کے مسودہ قانون پر بحث شروع ہوئی۔ اقلیتی ارکان نے خدشے کا اظہار کیا کہ اس قانون کو غیر مسلموں کے خلاف استعمال کیا جائے گا' تاہم وزیر مذہبی امور مولانا عبدالستار خان نیازی نے وضاحت کی کہ

ختم نبوت

ملک میں غیر مسلموں کو مکمل آئینی تحفظ حاصل ہے' اس لئے ان کے خدشات بے بنیاد ہیں۔ قبل ازیں پارلیمانی امور کے وزیر چوہدری امیر حسین نے ایوان میں ضابطہ فوجداری ۱۸۹۸ء ترمیمی بل پیش کیا' یہ بل سینیٹ پہلے ہی منظور کر چکا ہے۔ اس بل کے ذریعہ کرمنل لاء ترمیمی بل ۱۹۹۲ء میں مزید ترمیم کی گئی ہے۔ سید نوید قمر نے کہا کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وتکریم میں کسی سے پیچھے نہیں لیکن ہم مذہبی انتہا پسندی کے خلاف ہیں۔ چوہدری الطاف حسین نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں صرف چار پانچ شاتم رسول قتل کئے گئے تھے اس لئے شاتم رسول کو سزائے موت دینے کا اختیار ریاست کو نہیں ملنا چاہئے' وزیر مملکت برائے اقلیتی امور پیٹر جان سہوترا نے کہا کہ اس بل سے سب سے زیادہ غیر مسلم متاثر ہوں گے۔ اقلیتی رکن طارق قیصر نے کہا کہ یہ بل غیر مسلموں اور خاص طور پر مسیحیوں کے لئے ننگی تلوار ہے' جسے غلط استعمال کیا جائے گا' جے سالک نے کہا کہ پاکستان میں گستاخ رسول پیدا ہو ہی نہیں سکتا' جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرے گا لوگ اسے خود سزا دیں گے۔''

(روزنامہ جنگ کراچی ۷/اگست ۱۹۹۲ء)

''محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا کہ ملک کے بارہ کروڑ عوام ناموس رسالت کی حفاظت خود کر سکتے ہیں' حکومت ناموس رسالتؐ کے مسئلہ میں سزائے موت کا قانون پارلیمنٹ میں پیش کرکے ملک کو بنیاد پرستوں کی ریاست بنانے کی سازش کر رہی ہے جو کہ بنیادی طور پر قائد اعظم کے نظریات کے خلاف ہے اور عوام کے بنیادی حقوق سلب کرنے کے مترادف ہے اور اسلام کو بدنام کرنے کی کوشش ہے۔ انہوں نے کہا کہ گواہوں اور شہادتوں کی بنا پر شان رسالتؐ میں گستاخی کرنے والے کو سزا دینا اس لئے معنی نہیں رکھتا کہ ہمارے ملک میں تو ارکان پارلیمنٹ کو خرید لیا جاتا ہے۔ اس صورت میں کرایہ کے گواہوں کی موجودگی میں انصاف کی توقع نہیں کی جاسکتی۔''

(روزنامہ جنگ کراچی ۱۰/اگست ۱۹۹۲ء)

قومی اسمبلی میں اس بل پر جو مباحثہ ہوا اور اسمبلی کے فاضل ارکان نے اس بل کے خلاف جن خیالات کا اظہار کیا' اس سلسلہ میں چند امور لائق توجہ ہیں:

اول:...... یہ کہ اوپر ذکر کیا جاچکا ہے کہ وفاقی شرعی عدالت حکومت کو ہدایت کر چکی ہے کہ ۳۰/اپریل ۱۹۹۲ء کے بعد دفعہ ۲۹۵-سی سے ''یا عمر قید'' کے الفاظ از خود کالعدم قرار پائیں گے اور ''توہین رسالت کی سزا موت'' ملک کا قانون قرار پائے گا' اگر اس تاریخ سے پہلے یہ بل قانون ساز ادارے میں پیش کیا جاتا تو اس پر قومی اسمبلی میں بحث کرنا لائق فہم ہوتا۔ لیکن اس تاریخ کے بعد عدالت کے فیصلوں کی رو سے اس بل کو قومی اسمبلی میں لانا اور اس پر مخالفانہ بحث کرنا ہی بلاجواز ہے اور قومی اسمبلی کے مؤقر ادارے سے یہ توقع نہیں کی جانی چاہئے کہ اس طرح کی بلاجواز لایعنی بحثوں میں وقت ضائع کرے۔ چنانچہ ملک کے معروف قانون دان جناب اسماعیل قریشی اور ظفر علی راجہ کا درج ذیل بیان اخبارات میں شائع ہوا:

''لاہور (اسٹاف رپورٹر) ورلڈ ایسوسی ایشن آف مسلم جیورسٹس پاکستان کے سربراہ اسمٰعیل قریشی اور سیکریٹری جنرل ظفر علی راجہ نے کہا کہ توہین رسالت کی سزا موت مقرر کرنے کے لئے قومی اسمبلی میں بحث بلاجواز ہے کیونکہ وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے مطابق توہین رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سزا موت مقرر ہو چکی ہے اور یہ ملک کا نافذ العمل قانون ہے۔ انہوں نے گزشتہ روز ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ان کی درخواست پر وفاقی شرعی عدالت نے (فیصلہ دیا تھا کہ) اکتوبر ۱۹۹۰ء تک توہین رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سزا صرف موت مقرر کر دی جائے ورنہ اس تاریخ کے بعد (توہین رسالت کے جرم کی) سزا ''موت'' ملک کا قانون بن جائے گا' وفاقی شرعی عدالت کے اس فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل دائر کر دی گئی' بعد میں وزیر اعظم نے ہماری ملاقات کے بعد اعلان کیا کہ یہ اپیل حکومت کے ایما پر دائر نہیں کی گئی بلکہ حکومت کے اہلکاروں کی غلطی سے دائر ہوئی ہے اور اس اپیل کو واپس لے لیا گیا اور سپریم کورٹ نے حکومت کی یہ اپیل خارج کر دی' اس کے بعد اب توہین رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سزا اس ملک میں صرف موت ہے اور یہ

دفعہ ۲۹۵-سی کی شکل میں تعزیرات پاکستان میں موجود ہے۔"

(روزنامہ جنگ لاہور ۱۷/اگست ۱۹۹۲ء)

دوم:...... جن فاضل ارکان نے یہ کہا ہے کہ "رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں صرف چار، پانچ شاتم رسول قتل کئے گئے، اس لئے شاتم رسولؐ کو سزائے موت دینے کا اختیار ریاست کو نہیں ملنا چاہئے" افسوس ہے کہ ان کی معلومات ناقص ہیں اور اس سے جو نتیجہ انہوں نے اخذ کیا ہے وہ بھی غیر منطقی ہے۔ اس لئے کہ شاتم رسول کو سزائے موت دینا صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے تک محدود نہیں تھا بلکہ جیسا کہ اوپر عرض کیا جاچکا ہے کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ کا اجماعی فیصلہ تھا، جس پر اسلامی حکومتوں میں ہمیشہ عملدرآمد ہوتا رہا اور جس پر تمام فقہائے ملت متفق ہیں۔ پس یہ سزا ہمیشہ سے اسلامی قانون تعزیرات میں شامل رہی ہے، اس کے بارے میں یہ کہنا کہ اسلامی ریاست کو اس کا حق نہیں ملنا چاہئے، کس قدر غیر معقول بات ہے؟

حافظ ابن تیمیہؒ ایک جگہ لکھتے ہیں:

"ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان لہ ان یعفو عمن شتمہ وسبہ فی حیاتہ ولیس للامۃ ان یعفو عن ذالک."

(الصارم المسلول ص:۱۹۵)

ترجمہ: "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی حیات طیبہ میں یہ حق حاصل تھا کہ آپ کو سب وشتم کرنے والے کو آپ معاف فرمادیں۔ لیکن آپؐ کے بعد امت کو معاف کرنے کا حق حاصل نہیں۔"

لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر کسی دریدہ دہن سے عفو و درگزر کا معاملہ فرمایا تو چونکہ یہ خالص آپ کا حق تھا، اس لئے معاف کردینا بجا تھا، لیکن امت کے حق میں یہ قانون، قانونِ الٰہی کی حیثیت رکھتا ہے کہ شاتم رسول کو موت کی سزا دی جائے۔ اس لئے امت اس قانون کو منسوخ یا معطل کرنے اور شاتم رسول کو معاف کرنے کی مجاز نہیں۔

سوم:...... جن فاضل ارکان نے یہ کہا ہے کہ "ہم بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و تکریم میں کسی سے پیچھے نہیں، لیکن ہم مذہبی انتہاپسندی کے خلاف ہیں، ان کی بات بھی نہ صرف غیر معقول ہے بلکہ اگر کہا جائے کہ حد درجہ مہمل ہے تو بے جا نہ ہوگا، اس لئے کہ جب کوئی دریدہ دہن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس پر حملہ کرے اور شان رسالتؐ میں توہین و تنقیص کا مرتکب ہو تو ایک مسلمان کی ایمانی غیرت و حمیت ایسے موذی کو ایک لمحہ کے لئے بھی برداشت نہیں کرسکتی، لہٰذا اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و کریم میں کسی سے پیچھے نہ رہنے کا دعویٰ صحیح ہے تو ایسے موذی کی سزائے قتل کو "مذہبی انتہاپسندی" سے تعبیر کرنا قطعاً غلط اور مہمل ہے۔

چہارم:...... اقلیتی ارکان کی طرف سے اس خدشہ کا اظہار ناقابل فہم ہے کہ اس قانون سے غیر مسلم زیادہ متاثر ہوں گے یا یہ کہ یہ قانون مسیحی برادری کے لئے ننگی تلوار ہے۔ سوال یہ ہے کہ پاکستان کے شریف غیر مسلم شہریوں کو ناموس رسالتؐ سے کھیلنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دریدہ دہنی کی ضرورت ہی کیا ہے کہ وہ اس قانون سے خائف ہوں، لیکن اگر کوئی بدبخت دریدہ دہنی کرکے اپنے کیفر کردار کو پہنچتا ہے تو اسمبلی کے فاضل ارکان ایسے موذی کی وکالت کیوں کرتے ہیں؟

پنجم:...... سب سے زیادہ دلچسپ بحث قائد حزب اختلاف صاحبہ کی ہے کہ "ملک کے بارہ کروڑ عوام ناموس رسالت کی حفاظت خود کرسکتے ہیں"۔ کاش کوئی ان سے دریافت کرسکتا کہ بارہ کروڑ مسلمان نے آپ لوگوں کو ناموس رسالت کی حفاظت کے لئے ہی تو اپنی نمائندگی کا اعزاز بخشا ہے۔ اگر بارہ کروڑ عوام اپنے منتخب نمائندوں کے ذریعہ ناموس رسالت کی حفاظت نہیں کرسکتے تو پھر اس کے لئے ان کو کون سا طریقہ اختیار کرنا چاہئے؟ کیا آپ بارہ کروڑ عوام کو یہ تلقین فرمانا چاہتی ہیں کہ وہ اس قسم کے مجرموں کو قانون کے حوالے نہ کیا کریں بلکہ آگے بڑھ کر ان سے خود نمٹا کریں؟ چلئے! بارہ کروڑ باغیرت مسلمان اس کے لئے بھی تیار ہیں، لیکن اگر عوام ایسے موذی کو کیفر کردار تک پہنچائیں تو ان عوام کے خلاف آپ کی "اسلامی مملکت" کا قانون تو حرکت میں نہیں آئے گا؟ آئے گا اور یقیناً آئے گا، اس صورت میں بارہ کروڑ عوام کو قانون ہاتھ میں لینے کا مشورہ دینا محض عوام کو دھوکا دینا نہیں تو اور کیا ہے؟ کیا دنیائے سیاست کا یہ اعجوبہ نہیں کہ قائد حزب اختلاف قانون سازی میں تعاون کرنے کے بجائے بارہ کروڑ عوام کو قانون ہاتھ میں لینے کی تلقین فرمارہی ہیں؟

اس کے بعد موصوفہ نے جو کچھ کہا، اس پر تو وہی فتویٰ صادر ہونا چاہئے تھا جو مولانا عبدالستار خان نیازی نے دیا۔ لیکن افسوس کہ مولانا کو اپنی سیاسی مجبوریوں کی بنا پر اپنے موقف سے پیچھے ہٹنا پڑا۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

☆☆......☆☆

قومی سوچ اپنائیے
پاکستانی مصنوعات کو فروغ دیجیے
مشروبِ مشرق
رُوح افزا
سے ٹھنڈک، فرحت اور تازگی پائیے
معیار ہر قیمت پر
PAKISTAN
SHARBAT
ROOH AFZA
مشروبِ مشرق رُوح افزا اپنی بے مثل تاثیر، ذائقے اور ٹھنڈک و فرحت بخش خصوصیات کی بدولت کروڑوں شائقین کا پسندیدہ مشروب ہے۔
راحتِ جاں رُوح افزا مشروبِ مشرق
ہمدرد
مدینۃ الحکمۃ تعلیم، سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ۔
ہمدرد کے متعلق مزید معلومات کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کیجیے!
www.hamdard.com.pk
Adarts-HRA-4/2003

ختم نبوۃ

# حضرت مفتی زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ

۱۵/مئی ۲۰۰۴ء کو شام چار بجے حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ میانوالی کے ایک غریب گھرانہ کے چشم و چراغ تھے۔ قدرت حق نے کرم کیا۔ آپ نے دینی تعلیم حاصل کی۔ دورۂ حدیث جامعہ اسلامیہ ڈابھیل سے کیا جہاں حضرت مولانا علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ محدث کبیر حضرت مولانا محمد بدر عالم میرٹھیؒ ایسے اکابر اساتذہ کی صحبتوں نے آپ کو کندن بنا دیا۔ ضلع میانوالی میں حضرات خانقاہ سراجیہ کو جو مرکزیت حاصل ہے وہ کسی اہل نظر سے پوشیدہ نہیں، جب حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ نے وہاں ڈیرے لگائے ان دنوں خانقاہ سراجیہ کندیاں کے دوسرے سجادہ نشین حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ لدھیانویؒ نے خانقاہ کے در و دیوار کو معرفت الٰہی کے خزانوں کا دفینہ بنایا ہوا تھا۔ حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ لدھیانویؒ کے ایک مخلص مرید مستری صوفی محمد عبداللہ صاحب کی صاحبزادی سے حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ کا عقد ہوا۔

۱۹۵۱ء میں حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ فیصل آباد تشریف لائے، ان دنوں فیصل آباد کے دینی ماحول کا درخشندہ ستارہ حضرت مولانا مفتی محمد یونسؒ تھے جو حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کے شاگرد تھے۔ حضرت مولانا مفتی محمد یونسؒ جامع مسجد کچہری بازار کے خطیب اور عبداللہ پور میں میاں فیملی کے قائم کردہ مدرسہ کے منتظم اور صدر مدرس تھے۔ حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ نے اس مدرسہ میں پڑھانا شروع کر دیا۔ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل بھی حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ کا فیض تھا اور عبداللہ پور فیصل آباد کا مدرسہ بھی حضرت مولانا مفتی محمد یونسؒ کی

مولانا اللہ وسایا

وجہ سے حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کا علمی چشمہ فیض تھا۔ حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ کی شخصیت نے ان دونوں چشموں سے اکتساب فیض کیا جس سے ان کی شخصیت ایسی نکھری کہ حضرت مولانا مفتی محمد یونسؒ کے وصال کے بعد جامع مسجد کچہری بازار کے آپ خطیب مقرر ہو گئے۔ اپنی خداداد صلاحیتوں، دلآویز شخصیت اور اعلیٰ کردار کے باعث فیصل آباد کے دینی حلقہ کے آپ میر کارواں ہو گئے۔

اس زمانہ میں فیصل آباد میں دیوبندی مکتبہ فکر کے رہنما حضرت مولانا تاج محمودؒ حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ، حضرت مولانا حکیم عبدالمجید نابینا اب تھے جبکہ اہلحدیث مکتبہ فکر کے رہنما حضرت مولانا محمد صدیقؒ، حضرت مولانا حکیم عبدالرحیم اشرفؒ، حضرت مولانا محمد اسحق چیمہ، بریلوی مکتبہ فکر کے رہنما حضرت مولانا صاحبزادہ افتخار الحسن، حضرت مولانا صاحبزادہ فضل رسول، حضرت مولانا مفتی محمد امین، شیعہ حضرات کے رہنما مولانا محمد اسماعیل تھے۔ اس زمانہ میں ان حضرات کا طوطی بولتا تھا۔ حضرت مولانا مفتی سیاح الدین کاکاخیل جامعہ اشاعت العلوم کے صدر مدرس تھے۔ (ان دنوں حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ کا زمانہ طالب علمی تھا) تمام متذکرہ بالا شخصیات اپنے اپنے مکتبہ فکر کی نمائندہ تھیں، اس وقت فیصل آباد میں مجلس احرار اسلام کے روح رواں حضرت مولانا عبیداللہ احرارؒ تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانی رہنما حضرت مولانا تاج محمودؒ حضرت مولانا حکیم عبدالمجید نابینا ختم نبوت کے محاذ پر نیر تاباں تھے۔ کیا ہی سنہری دور تھا کہ ہر مکتبہ فکر کی علمی شخصیات کا باہمی ارتباط قابل رشک تھا۔ تمام دینی و قومی تحریکوں میں ان حضرات کا وجود مینارۂ نور کی حیثیت رکھتا تھا۔

فیصل آباد قیام کے زمانہ میں تدریس کے علاوہ حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ کی تحریکی زندگی کا آغاز مجلس احرار کے پلیٹ فارم سے

ہوا۔ حضرت مولانا عبیداللہ احرارؒ حضرت مولانا تاج محمودؒ حضرت مولانا عبدالمجیدؒ نابینا' شیخ خیر محمدؒ میاں محمد عالم بٹالویؒ اور دیگر بہت سارے حضرات (جن کی تفصیل حضرت مولانا مجاہدالحسینی مدظلہ ہی بتاسکتے ہیں)' یہ سب حضرات ایک ہی اسٹیج اور پلیٹ فارم سے حفاظت دین و صیانت اسلام کے لئے کوشاں تھے۔

۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کا آغاز فیصل آباد سے ہوا اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ہی اس تحریک میں داعی اور میزبان تھی۔ اس نسبت سے اس دور میں حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ سے قربت کی سعادتیں نصیب ہوئیں۔ اس زمانہ میں تبلیغی جماعت کے مرکزی قائدین میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ رائیونڈ سے ڈھاکہ' پاکستان سے افریقہ تک حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ کے تبلیغی بیانات کا جادو سرچڑھ کر بول رہا تھا۔ آپ ایسے قادر الکلام تبلیغی رہنما تھے کہ ایک سادہ گفتگو سے اپنی بات کا آغاز کرتے اور دیکھتے ہی دیکھتے پورا اجتماع ان کی مٹھی میں ہوتا تھا۔ مفتی صاحب کو سیاست سے دلچسپی نہ تھی' ان کی گفتگو بھی تبلیغ اسلام کی گفتگو ہوتی تھی۔ البتہ حالات و واقعات کے تحت گفتگو میں جب کسی واقعہ کا سیاسی تجزیہ کرتے تو گویا انگوٹھی میں تابدار نگینہ جوڑ دیتے تھے۔ ان کے خطاب کی اٹھان اور اختتام میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا تھا۔ ہلکے معمولی بادل کی طرح خطاب کو اٹھاتے' گھنے بادل کی طرح چھاتے' چھاجوں مینہ برساتے اور سمندر کے مدوجزر کی طرح سامعین کو خطابت کی موجوں میں بہالے جاتے۔ بیس' پچیس سال کے عرصہ تک راقم کو حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ کے بیسیوں بیانات سننے کا موقع ملا۔ آپ کا ہر بیان کامیاب ہوتا۔ تبلیغی جماعت میں آپ کا مقام قابل رشک تھا۔

حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ نے ۱۹۶۲ء میں دارالعلوم پیپلز کالونی' فیصل آباد میں قائم کیا تو تعمیر و تعلیم' تدریس و طلباء غرض ہر اعتبار سے اس مدرسہ کو پورے علاقہ کا ایک مثالی تعلیمی ادارہ بنادیا۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں آپ مرکزی مجلس عمل کے رکن رکین تھے۔ ۲/ جون ۱۹۷۴ء کو فیصل آباد سے مجلس عمل کے اجلاس میں شرکت کے لئے راولپنڈی جاتے ہوئے ڈنگہ ریلوے اسٹیشن سے آپ حضرت مولانا تاج محمودؒ' حضرت مولانا عبدالرحیم اشرفؒ حضرت مولانا محمد الحق چیمہؒ کے ساتھ گرفتار ہوئے۔ ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت میں آپ نے بھرپور حصہ لیا۔ حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم سے آپ کا برابر رابطہ رہا۔ ان دنوں جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم سے حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ اور حضرت مولانا حکیم عبدالرحیم اشرفؒ کے اچھے تعلقات تھے۔ انہوں نے جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم کو تحریک کے مطالبات ماننے پر آمادہ کرنے کیلئے اہم خدمات انجام دیں۔

حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ کے دم قدم سے فیصل آباد کو یہ شرف نصیب ہوا کہ قطب الاقطاب شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سال رمضان المبارک کا اعتکاف آپ کے دارالعلوم میں کیا۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ پر آپ دل و جان سے فدا تھے۔ اپنے مدرسہ کے ختم بخاری کے موقع پر انہیں دعوت دیتے تھے اور اسٹیشن سے خود انہیں لینے جاتے تھے۔ فیصل آباد میں حضرت بنوریؒ کی میزبانی کا شرف ہمیشہ حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ کو حاصل ہوتا تھا۔

حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جانب سے منعقد کی جانے والی ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ میں ہمیشہ شرکت فرماتے۔ ایک مرتبہ سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کے لئے چناب نگر تشریف لائے اور عام سامعین میں بیٹھ گئے' حضرت مولانا تاج محمودؒ کی نظر جونہی آپ پر پڑی تو وہ آپ کو اسٹیج پر لائے اور رات کے اجلاس کا آخری بیان اور دعا آپ سے کروائی۔

حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ کا وجود اس دور میں بہت غنیمت تھا۔ وہ ہمارے مخدوم تھے' عرصہ سے صاحب فراش تھے' وقت موعود آن پہنچا' اللہ تعالیٰ ان کی بال بال مغفرت فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق نصیب فرمائیں۔ مخدوم زادہ حضرت مولانا محمد یوسف اوّل دارالعلوم اور حضرت مولانا مفتی ضیاء الحق جامع مسجد کچہری بازار کی خطابت کو سنبھالے ہوئے ہیں۔ یہ دونوں مراکز حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ کی یادگار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائیں اور حضرت مفتی صاحبؒ کے فیض کو عام اور تام فرمائیں۔ آمین۔

☆☆......☆☆

# دعوت و تبلیغ کے بنیادی اصول

تنظیم عالم قاسمی

ختم نبوت کے بعد دعوت وتبلیغ کا اہم کام اس امت کے ہر ایسے ذی شعور عقلمند اور حساس انسان کو سونپا گیا ہے جو تعلیمات اسلام کی ادنیٰ آگہی رکھتا ہو، کسی اسلامی یونیورسٹی کے فاضل، مولانا، مولوی، حافظ، مفتی، فقیہ، محدث، ادیب، خطیب یا مبلغ کی تخصیص نہیں بلکہ امت کے ہر فرد کا مشترکہ عمل اور اجتماعی فریضہ ہے کہ بلا تفریق مذہب وملت، رنگ و نسل، زبان وفہم، انسانیت کی بنیاد پر خدا کے پیغام کو عام کرے اور اپنی جانی ہوئی حق بات سے دوسروں کو آگاہ کرے، خالق کا یہ فرمان کس قدر حکیمانہ ہے:

"کنتم خیر امة أخرجت للناس تأمرون بالمعروف تنهون عن المنکر." (آل عمران:۱۱۰)

ترجمہ: "تم بہترین امت ہو، لوگوں کی اصلاح کے لئے پیدا کی گئی ہو، بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو۔"

اسی مضمون کو دوسری جگہ ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

"ولتکن منکم امة یدعون إلی الخیر یأمرون بالمعروف وینهون عن المنکر." (آل عمران:۱۰۴)

ترجمہ: "تم میں ایک ایسی جماعت ہونی چاہئے جو خیر اور بھلائی کی ترغیب دے، نیک کام کا حکم دے اور برائی سے روکے۔"

## فرمان نبویؐ میں تبلیغ کی تاکید:

کائنات کی وہ عظیم ہستی جن سے بہتر شخص پر آج تک نہ سورج طلوع ہوا اور نہ ہوگا یعنی خاتم الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جن دنوں تکمیل حیات کا احساس ہونے لگا تھا، تسبیح وتحلیل، استغفار وتوبہ کے ساتھ تبلیغی مہم میں بھی تیزی آگئی تھی، امراء وسلاطین کے پاس خطوط لکھے گئے، اطراف واکناف کی جن بستیوں میں دینی شعور نہ تھا، وہاں معلمین ومبلغین بھیجے گئے اور آخری دم تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوشش رہی کہ سارے بندے اللہ کے مطیع اور فرمانبردار ہو جائیں، داعی اجل کا پیغام قریب آ گیا، سورۂ نصر کے ذریعہ آپ کو تنبیہ کی گئی کہ اب آخرت کو اپنی توجہات کا مرکز بنالیں، بلاد عرب اور ہر چہار طرف اعلان حج کی آواز سے گونج اٹھا، قبائل کی آمد آدمیوں کا سیلاب تھا، ہزاروں کی تعداد میں عشاق نبی موجود تھے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عملی طور پر لوگوں کو حج کے مسائل سکھا رہے تھے، اسی کے ساتھ آپ کو یہ فکر بھی دامنگیر تھی کہ میری بعثت پر نبی صادق کا آفتاب ہمیشہ کے لئے غروب ہو چکا ہے لیکن شرک و بت پرستی، جھوٹ، غیبت، چغلی، چوری، زناکاری، ڈاکہ زنی اور دیگر برائیوں کا وجود تو قیامت تک باقی رہے گا۔ اصلاح کی شکل کیا ہوگی؟ اس کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: "بلغوا عنی ولو آیۃ" (بخاری:۱/۴۹۰) "نئی نسل اور نہ جاننے والوں تک میرا پیغام پہنچا دو، اگرچہ وہ ایک ہی بات کیوں نہ ہو"...... تاکہ سننے والے اس پر عمل کریں، دوسروں کے لئے استفادہ کے مواقع میسر ہوں، اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان دنیا میں عام ہوگا اور لوگ آسانی سے دین کو جان سکیں گے۔ (فتح الباری۹/۵۰)

اسی فرمان کا اثر تھا کہ آفتاب نبوت کے روپوش ہو جانے کے باوجود اس کی نورانی کرنیں دنیا کو جگمگاتی رہیں، کوئی روم گیا، کوئی شام پہنچا، کسی نے مصر کو اپنا مرکز بنایا، تو کسی نے کوفہ اور بغداد کا سفر کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے خطوط پر دعوت واصلاح کا وہ کام کیا جس سے پوری دنیا میں اسلام کا تعارف ہوا، لوگوں نے اسلام کو پہچانا اور اس کی صحیح تعلیمات سے لوگ روشناس ہوئے، صحابہ کے بعد تابعین، پھر تبع تابعین، پھر نسل در نسل یہ کام آج تک اپنی شان وشوکت کے ساتھ چلتا رہا ہے، صدہا کوششوں کے باوجود اس میں کوئی فرق نہ آیا ہے اور نہ انشاء اللہ کبھی آئے گا۔

ختم نبوۃ

## تحریک دعوت کی کامیابی کا راز:

دعوت وتبلیغ کا یہ کام جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے آج تک منظم شکل میں رواں دواں ہے' اس کا خاطر خواہ فائدہ ہر دور میں مرتب ہوتا رہا ہے' کوئی مشن یا تحریک چلائی جاتی ہے' تو پہلے اس کے اغراض و مقاصد اور اصول متعین کئے جاتے ہیں' تحریک کے عروج و ترقی اور بافیض ہونے کا پورا انحصار انہی اصول پر ہوتا ہے' انسانی طبیعت کو اپیل کرنے کی جتنی صلاحیت اس میں ہوگی' اسی قدر تیزی سے وہ مشن صحیح سمت ترقی پذیر ہوگا...... عرب کی بے نظیر جہالت اور ضلالت کی گھٹا ٹوپ تاریکی میں ایک چراغ جلا' جس کی لو باد مخالف کے تیز جھونکوں سے متاثر نہ ہوئی بلکہ رفتہ رفتہ تیز سے تیز تر ہوتی گئی اور ایک وقت آیا کہ اسلام کی سربلندی کے آگے سب سرنگوں ہوگئے۔ غور کیا جائے تو تبلیغ اسلام کے مشن کی کامیابی کا راز صرف اس کے اصول وضوابط ہیں' جن کے سامنے امراء وسلاطین' بڑے بڑے ادیب اور سیاست دانوں کو بھی ماتھا ٹیکنے پر مجبور ہونا پڑا۔ قرآن کریم نے اپنے معجزانہ اسلوب میں اس اصول کو یوں بیان کیا ہے' ارشاد ہے:

''ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن۔''
(سورۂ نحل:۱۲۵)

''اسلام کی طرف لوگوں کو دانائی اور عمدہ نصیحت کے ذریعہ بلایئے اور (بضرورت) خوش اسلوبی کے ساتھ ان سے بحث وتکرار بھی کیجئے۔''

بظاہر تین کلمات پر مشتمل یہ ایک جملہ ہے لیکن اس میں دعوت کے تین بنیادی اصول بیان کئے گئے ہیں' جن کی مکمل تشریح وتفصیل کے لئے کتب تفسیر میں ائمہ مفسرین کے بیانات ملاحظہ کئے جائیں۔ یہاں ان سب کا ذکر طوالت کا باعث ہوگا' البتہ اختصار کے ساتھ قرآن واحادیث کی روشنی میں ان اصولوں کو ذیل میں ذکر کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

### پہلا اصول:

تبلیغ کا پہلا اصول حکمت ہے۔ ''حکمت'' ایک عربی لفظ ہے' اس کے معنی حق کے موافق گفتگو' کام کی درستگی' انصاف اور فلسفہ کے آتے ہیں۔ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر اس کا استعمال ہوا ہے' بعض جگہ ائمہ تفسیر نے حکمت سے مراد قرآن کریم' بعض جگہ قرآن وسنت اور بعض جگہ دلائل قطعیہ کو قرار دیا ہے۔ یہاں حکمت سے مراد واضح اور روشن دلائل ہیں' جن میں حق کو واشگاف کرنے اور شبہات کو زائل کرنے کی پوری صلاحیت موجود ہو۔ (بیضاوی:۳۶۳)

جیسے وحدانیت کے اثبات میں قرآن نے مختلف دلائل پیش کئے ہیں' ایک اہم اور واضح دلیل ہے: ''لو کان فیھما آلھۃ الا اللہ لفسدتا۔'' (الانبیاء:۲۲) زمین وآسمان میں اگر چند معبود ہوتے' تو دونوں کا نظام درہم برہم ہوجاتا۔ تعدد الٰہیہ کے ابطال پر یہ نہایت پختہ اور ناقابل انکار دلیل ہے' اس کی قدرے تفصیل یہ ہے کہ ہر ذی عہدہ کو اپنے ماتحت کام کرنے والے افراد پر پورا اختیار اور کنٹرول ہوتا ہے' اپنے ارادہ سے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے' اسی طرح معبود اس ذات کا نام ہے جو اپنی ذات وصفات میں ہر طرح کامل ومکمل ہو' اس کے ارادے کی تنفیذ میں کوئی چیز حائل نہ ہو بلکہ وہ پوری طرح خود مختار اور خود کفیل ہو' اس کو اللہ یا خدا سے تعبیر کیا جاتا ہے' اب اگر آسمان وزمین میں دو خدا فرض کرلئے جائیں' تو ظاہر ہے کہ ایک دوسرے کے تابع نہیں ہوگا بلکہ ہر ایک اپنی مشیت کی تکمیل پر قادر ہوگا' ایک بارش برسانا چاہے گا تو دوسرا بارش نہ برسانا چاہے گا' کوئی کسی ایک کو رزق دینے کا فیصلہ کرے گا تو دوسرا اس رائے کی مخالفت کرے گا۔ اس طرح پورا نظام کائنات درہم برہم ہوجائے گا' اسی لئے ہر ملک اور ہر شہر میں ایک عہدہ کے دو ارکان نہیں ہوتے۔ ورنہ نفع کے بجائے بے شمار نقصانات ہوں گے اور شہر کا پورا نظام مفلوج ہوجائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں توحید پر جو استدلال پیش کیا ہے وہ انتہائی مضبوط' ذہنی شکوک و شبہات کو دور کرنے کے لئے انتہائی موثر اور ناقابل انکار حقیقت ہے۔ تبلیغ کی اس صورت کو بالحکمۃ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

### دوسرا اصول:

دعوت وتبلیغ کا دوسرا اصول موعظۂ حسنہ ہے' وعظ اور موعظت کے لغوی معنی ہیں کہ کسی بات کو اس طرح بلیغ انداز میں پیش کیا جائے کہ مخاطب کا دل نرم ہو جائے۔ قرآن میں خدا کی عظمت' اس کی بڑائی کو سمجھانے کے لئے بے شمار جگہوں میں اس انداز کو اختیار کیا گیا ہے' مثلاً سورۂ عبس میں معاندین ومخالفین کو خطاب کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ ''انسان کو اپنے کھانے کی چیزوں میں غور کرنا چاہئے کہ کس طرح ہم نے پانی برسایا' پھر سخت زمین کو چیرتا ہوا اناج کا کونپل نکالا' انگور' ترکاری' زیتون' کھجوریں' گھنا باغ' مختلف میوے اور گھاس پیدا کیا تاکہ تم اپنے اور اپنے چوپائے کے لئے گزر بسر کا انتظام کرسکو۔ (عبس:۲۴/۳۲)

خدا کی عظمت اور اس کی قوت کو سمجھانے کے لئے یہ کتنا بلیغ اور موثر انداز بیان ہے کہ ایک شخص مذہبی تعصب سے پاک ہوکر ان چیزوں پر غور کرے

تو حقیقت کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتا' دل کے دریچے کھیل گے' سختی میں نرمی آئے گی اور قبولیت کے جذبات پیدا ہوں گے۔

## مقام جعرانہ میں آپ ﷺ کی بے مثال تقریر:

حدیث میں اس کی مثالیں کثرت سے پائی جاتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر اور بیان سے صحابہ کرامؓ کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں' دل موم اور نرم ہوگیا' جیسے مقام جعرانہ میں جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام مال غنیمت قریب زمانہ میں اسلام قبول کرنے والے قریشیوں میں تقسیم کر دیا' مقصد تالیف قلب' تھا' لیکن انصار صحابہ کرامؓ حکمت عملی کو سمجھ نہ سکے اور سخت ناراض ہوگئے' بعض نے قوم پرستی اور عصبیت کا بھی الزام لگایا' لمحوں میں ماحول کا رنگ بدل گیا۔ سعد بن عبادہؓ جیسے اولوالعزم صحابی بھی طوفان کی زد میں تھے۔ شدہ شدہ یہ خبر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی۔ تمام انصار صحابہ کو ایک جگہ جمع ہونے کا حکم دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ بلیغ تقریر کی کہ تمام لوگ رو پڑے' آنسوؤں سے داڑھیاں تر ہوگئیں۔ ناموافق حالات خوشگوار ہوگئے' شکوک وشبہات کے سارے بادل چھٹ گئے اور اب ہر ایک کی زبان پر تھا:" رضینا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسماً و حظاً" (ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تقسیم سے راضی ہیں)۔

## تیسرا اصول:

تیسرا اصول بیان کرتے ہوئے اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:"وجادلهم بالتی هی احسن." لفظ" جادل" مجادلۃ سے مشتق ہے' اس جگہ مجادلۃ سے مراد بحث ومناظرہ ہے اور بالتی هی احسن سے مراد یہ ہے کہ اگر دعوت میں کہیں بحث ومناظرہ کی ضرورت پیش آ جائے تو وہ مباحثہ بھی اچھے طریقہ سے ہونا چاہئے' یعنی گفتگو میں نرمی' کلام میں شیرینی' انداز واسلوب میں جاذبیت اور تلخیوں سے پاک ہو کیونکہ بحث وتکرار میں رنجش کی آمیزش سے حقائق چھپ جاتے ہیں اور تبلیغ ودعوت کی بجائے شان وشوکت کی جنگ چل پڑتی ہے۔

مناظرہ کے لئے یہ بنیادی اور اہم اصول ہے' اس کو مدنظر رکھا جائے تو یقیناً گفتگو مفید ثابت ہوگی' وجود باری کے اثبات اور بتوں کی ربوبیت کے ابطال کے لئے قرآن کریم نے جو اسلوب اختیار کیا ہے' اس میں مناظرہ کا پہلو نمایاں طور پر پایا جاتا ہے۔ پتھر کی بنائی گئی مورتیوں کو مشرکین خدا اور رب مانتے تھے' انہیں سجدہ کرتے اور ضرورتوں کے لئے پکارا کرتے تھے' ان کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی دلیل نہیں تھی کہ ہمارے آباؤ اجداد ان کو خدا تسلیم کرتے تھے' یہ تصور انہیں ورثہ میں ملا تھا۔ اللہ تعالی نے مشہور ومعروف مقدمات ودلائل کے ذریعہ ان کے اس تصور کو باطل کیا اور یہ ثابت کیا کہ یہ اپنے ہاتھوں سے بنائی گئی تصویر اور مورتیاں بھی خدا کا درجہ حاصل نہیں کر سکتیں' اس لئے کہ خدا اپنی قوت ارادی سے جو چاہتا ہے کرتا ہے' اس کے فعل پر سوالیہ نشان قائم نہیں کیا جا سکتا اور تمہارے یہ بناوٹی معبود اتنے لاچار اور مجبور ہیں کہ آسمان وزمین کی تخلیق تو کیا ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے' بلکہ اگر مکھی اس پر بیٹھ جائے' اسے نقصان پہنچائے تو اس کی مدافعت کی انہیں قدرت نہیں۔ عقل انسانی کیسے یقین کر سکتی ہے ایسے خدا پر جو اپنے پجاریوں کو نفع رسانی کی قدرت تو کجا خود اپنی ذات کو نقصانات سے محفوظ نہیں رکھ سکتا؟

ارشاد باری ہے:

'' جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا' ہرگز نہ بنا سکیں گے ایک مکھی' اگرچہ سارے جمع ہو جائیں اور اگر کچھ چھین لے ان سے مکھی' چھڑا نہ سکیں وہ اس سے' بودا ہے چاہنے والا اور جن کو چاہتا ہے۔''

(الحج:۷۳ ترجمہ شیخ الہندؒ)

## نرم زبان تبلیغ کی بنیادی شرط:

حسن بیان' نرم زبان اور انداز واسلوب کی شیرینی کو شریعت نے بڑی اہمیت دی ہے کہ یہ چیزیں مخاطب کو حق کی جانب مائل کرتی ہیں' نفرت' رنجش اور آپس کی تلخیاں دور ہوتی ہیں' محبت کا ماحول بنتا ہے' اخوت وہمدردی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں' اسی لئے فرعون جیسے سرکش انسان کے پاس تبلیغ کے لئے جب حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کو اللہ نے بھیجا تو ساتھ ہی یہ ہدایت بھی دی: "قولا له قولا لینا" (نرمی سے بات کرو)۔

وہ لوگ جو کسی بھی زاویہ سے دعوت کے کام سے منسلک ہیں' انہیں ہر وقت ان اصولوں کو پیش نظر رکھنا چاہئے' دور حاضر میں دعوت واصلاح کا کام پوری طرح موثر نہ ہونے کی بڑی وجہ اصول دعوت سے غفلت اور بے توجہی ہے' جس خدا نے دعوت وتبلیغ کا حکم دیا ہے اس نے اس کے نشیب وفراز' خدوخال اور اصول وضوابط بھی بیان کئے ہیں' داعی اسلام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری حیات طیبہ' اس کے بعد حضرات صحابہ کی زندگی ہمارے لئے مینارۂ نور ہے' دینی' سیاسی' سماجی' معاشرتی' دعوتی ہر شعبہ میں اسی کاروانِ ہدایت کی پیروی میں انسانیت کی صلاح وفلاح اور کامیابی وکامرانی مضمر ہے۔

☆☆..........☆☆

ختم نبوۃ

# نصف صدی کا مسافر

مولانا محمد علی صدیقی

مفتی نظام الدین شامزئی رحمۃ اللہ علیہ سے پہلی ملاقات تو یاد نہیں کب ہوئی لیکن جیسے جیسے ملاقاتیں ہوتی گئیں' محبتیں اور عقیدتیں بڑھتی چلی گئیں۔ پھر جب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے سندھ میں میرا تبادلہ ہوا تو اس کے بعد حضرت مفتی صاحب کی قربتیں اور بڑھتی گئیں۔ جب بھی ملاقات ہوئی تو جماعتی کام کا پوچھا اور خوب دعائیں دیں' بالکل اسی طرح جس طرح میرے پیر و مرشد حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ اور حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ دعائیں دیتے تھے اور جماعتی کام کا سن کر بہت دل آویز مسکراہٹ حضرت مفتی صاحبؒ کے چہرے پر ہوتی تھی۔

میرے میرپور خاص تبادلہ کے بعد حضرت مفتی صاحبؒ دو مرتبہ میرپور خاص تشریف لائے: ایک مرتبہ مدرسہ دارالسلام کی تقریب ختم بخاری کے موقع پر اور دوسری مرتبہ مارچ ۲۰۰۴ء میں عزیزم مولوی ہارون معاویہ کی شادی کی دعوت میں شرکت کی غرض سے' دونوں پروگراموں میں حضرت مفتی صاحبؒ نے مسئلہ ختم نبوت کو اہمیت دی' یوں تو حضرت مفتی صاحب کا اپنا ایک دینی مقام تھا لیکن جب سے آپ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن منتخب ہوئے اس وقت سے حضرت کا انداز بیان بالکل بدل گیا۔

آپ اپنے بیان میں مسئلہ ختم نبوت کو ضرور بیان کرتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی دوست نے مفتی صاحب سے پوچھ لیا کہ آپ اس موضوع پر ضرور بولتے ہیں' میں بھی قریب ہی موجود تھا' مفتی صاحب مسکرا کر فرمانے لگے کہ اس موضوع پر بولنا اپنے ایمان کی حفاظت کرنا ہے۔

حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جہاں اور دینی کاموں سے از حد دلچسپی تھی' وہاں مجلس تحفظ ختم نبوت کے کام کو بھی بہت اہمیت دیتے تھے اور اکابرین ختم نبوت کا تذکرہ کرتے ہوئے خود بھی اور اہل مجلس کو بھی آبدیدہ کر دیا کرتے تھے۔ راقم جب بھی حضرت مفتی صاحب کی خدمت میں حاضری دیتا تو علاقہ تھرپارکر اور کنری کے حالات اور وہاں قادیانیوں کے خلاف جماعتی سرگرمیوں کی روداد کو بڑی دلچسپی سے سنتے تھے۔

حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی شہادت کے بعد بظاہر حفاظتی عملہ آپ کے ساتھ ہوتا تھا' ایک مرتبہ بنوری ٹاؤن حضرت مفتی صاحبؒ کی خدمت میں سلام کے لئے حاضر ہوا' حفاظتی گارڈ ملاقات کے لئے اندر جانے نہیں دے رہا تھا' راقم یونہی اپنے خیال میں ایک طرف کھڑا ہو گیا کیونکہ حضرت مفتی صاحبؒ نے گھر جانے کے لئے نکلنا تھا' لیکن جس جگہ کھڑا ہوا وہاں شیشے کا دروازہ تھا' حضرت مفتی صاحبؒ نے اندر سے دیکھا تو ایک طالب علم کو بھیج کر مجھے اندر بلا لیا' کافی دیر تک ملاقات رہی۔

۱۹۹۲ء میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے میں کراچی میں بحیثیت مبلغ تعینات تھا۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ حج پر تشریف لے گئے تھے' صاحبزادہ محترم مولانا محمد طیب لدھیانوی نے مجھے پیغام بھجوایا کہ آپ نے جمعہ پڑھانا ہے' میں ابھی پہنچا ہی تھا کہ حضرت مفتی صاحبؒ بھی تشریف لے آئے' مجھے دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا کہ اچھا آپ بھی آئے ہوئے ہیں' پھر فرمانے لگے کہ آپ تقریر کریں' میں سنوں گا لیکن میری کیا مجال تھی کہ میں مفتی صاحبؒ کے سامنے تقریر کرتا؟ میں نے عرض کیا کہ حضرت! آپ ہی خطاب فرمائیں' فرمانے لگے کہ اچھا آدھا آدھا بیان کریں' چنانچہ حضرت نے بیان فرمایا اور کیا ہی پیارا انداز تھا حضرت مفتی صاحبؒ کے بیان کا۔

ابھی ۱۸/مئی کو تین ماہ حلقہ میں کام کرنے کے بعد جماعت کی جانب سے رخصت پر ملتان حاضر ہوا اور اجلاس میں شرکت کے بعد میں اپنے گھر بھکر گیا تو ۳۰/مئی کی دوپہر برادرم جمال عبدالناصر شاہد کا کراچی دفتر ختم نبوت سے فون آیا

ہزار رکعت پڑھنے سے جسم ضعیف ہوا' دل نورانی ہوا' ہزار بیماروں کی عیادت کرنے سے بیماروں کو تسلی ہوئی' انہیں حیات ومغفرت کی امید دلائی' ہزار جنازوں کے دفن میں شرکت کرکے ہزار لاشوں کی مٹی عزیز کردی' توہین سے بچایا۔ بے شک یہ بڑا کام ہوا' لیکن عالم کی مجلس میں جانا سب سے بڑا کام ہے' جو شخص عالم کے پاس جاتا ہے' ہمیشہ کی حیات کے لئے آب حیات پی لیتا ہے' طبیب روحانی کے پاس گیا تو اپنے مرض کو دفع کیا اور جسم کو بھی راحت پہنچائی۔ آرام سے بیٹھا سنتا رہے' دل بھی نور علم سے منور ہوتا ہے' اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے افضل فرمایا۔

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک عالم شریعت کا مرجانا ایک ہزار ایسے عابدوں کے مرجانے سے جو رات بھر عبادت کریں' دن کو ہمیشہ روزہ رکھیں' زیادہ مصیبت کا باعث ہے' کیونکہ ہزار عابد مرے تو ہزار چراغ جو اکیلے خالی گھر میں روشن تھے گل ہوگئے۔ ایک عالم مرگیا تو گویا سورج گیا جس کی وجہ سے سینکڑوں روشن گھروں میں اندھیرا ہوگیا' اسی لئے فرمایا: ''موت العالم موت العالم'' ایک عالم کی موت دنیا جہان کی موت کے برابر ہے۔ فرمایا گیا کہ ''فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد'' ایک عالم (دین کا جاننے والا) شیطان پر ایک ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے کیونکہ شیطان کا کام ہے گمراہ کرنا اور عالم کا کام ہے ہدایت پر گامزن کرنا' ہزار عابد عبادت کرکے خود بخشے گئے' ایک عالم نے ہدایت کے راستہ پر لوگوں کو لگا کر ہزاروں کو بخشوادیا۔

### ایک مسئلہ پوچھنے کا ثواب:

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ علم کے بڑے خزانے ہیں' اور ان خزانوں کی کنجیاں عالموں سے مسئلہ پوچھنا ہے' لوگو! پوچھتے رہا کرو' ایک مسئلہ پوچھنے سے چار آدمی بخشے جاتے ہیں پوچھنے والا سائل' بتانے والا عالم' پاس بیٹھا ہوا سننے والا' اور اہل علم کے فریق سے محبت رکھنے والا' دیکھئے مال اور علم میں کتنا بڑا فرق ہوا۔ حدیث میں آتا ہے کہ جس عورت نے اپنے گھر میں سائل کو ٹکڑا خیرات کرنے کا حکم دیا اور گھر کی ملازمہ نے لے جاکر فقیر کے حوالے کیا تو تین آدمی ثواب کے مستحق ہوئے: گھر کا مالک' گھر والی اور ملازمہ لیکن مانگنے والا ثواب سے محروم رہا' بلکہ اگر بلا ضرورت سوال کیا تو گناہ گار ہوا' مگر علمی سوال میں سب سے پہلے سائل کی مغفرت ہوگی۔ قیامت کے دن سب پہلے گناہگاروں کی شفاعت انبیاء کریں گے' انہیں بخشوائیں گے' انبیاء کے بعد علماء شفاعت کریں گے' تیسرے درجے میں شہید لوگ شفاعت کریں گے' شہیدوں کا مرتبہ عالموں کے بعد ہے' کیونکہ شفاعت انبیاء کا حق ہے' عالم لوگ انبیاء کے وارث اور نائب ہیں: ''العلماء ورثۃ الانبیاء'' اور شہید لوگ علم دین اور شریعت محمدیہ کے سپاہی ہیں' پھر سپاہی کا مرتبہ بادشاہ کے نائب کے پیچھے ہونا لازمی ہے' اس لئے مرتبہ میں شہیدوں کو علماء کے پیچھے رکھا گیا۔

حضور فرماتے ہیں کہ میری امت کا عطر عالم لوگ ہیں' ہوشیار ہوجاؤ' جس بات سے جاہل کا ایک گناہ معاف ہوگا' اس بات سے عالم کے چالیس گناہ معاف ہوں گے' یعنی اگر جاہل اور عالم دونوں مل کر کوئی ایسی نیکی کریں جس کے کرنے سے گناہ معاف ہوتے ہوں تو اس عمل کے کرنے سے عالم کے چالیس گناہ معاف ہوجائیں گے اور جاہل کا ایک گناہ معاف ہوگا۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ عالم اور عابد جب پل صراط پر پہنچیں گے تو عابد سے کہا جائے گا کہ تم سیدھے جنت میں چلے جاؤ' اپنی عبادت گزاری کے سبب سے اور عالم سے کہا جائے گا کہ تم یہاں ٹھہرو' جو گناہگار لوگ یہاں سے گزریں گے ان کی شفاعت کرو' وہ بخشا جائے گا' یہ سن کر عالم عہدہ شفاعت پر کھڑا ہوجائے گا اور لوگوں کو بخشوائے گا' وجہ اس کی یہ ہے کہ انبیاء میں دو صفتیں ہیں: ایک عبادت کی' دوسری تبلیغ احکام کی' عبادت کرنے کی صفت عابدوں کے حق میں آئی اور تبلیغ احکام عالموں کے حصہ میں آئی' عبادت کا نتیجہ بغیر حساب جنت میں جانا ہے' تبلیغ احکام کا نتیجہ شفاعت کا عہدہ ملتا ہے' جب علماء دنیا میں انبیاء کے نائب اور قائم مقام ہوئے تو آخرت میں شفاعت میں بھی انبیاء کے قائم مقام ہوں گے۔

اہل علم کے رتبے اللہ کے کلام اور رسول کے فرمان سے تو بہت کچھ ثابت ہیں لیکن دنیا میں خلفاء اور بادشاہ بھی اہل علم کی بہت قدر کرتے تھے' امیر المومنین حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ جن کا مرتبہ علم' زہد وتقویٰ میں اپنی نظیر نہیں رکھتا' اکثر اوقات حضرت ابن عباسؓ سے مسئلے پوچھا کرتے تھے کیونکہ ابن عباسؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا تھی: ''اللھم علمہ الکتاب والحکمۃ'' ''الٰہی! عبداللہ ابن عباس کو کتاب اور حکمت سکھادے'' اس دعا کی برکت سے ان کی معلومات علمی بہت وسیع تھیں۔

ایک مرتبہ ایک نصرانی بادشاہ نے چار سوالات لکھ کر حل کرنے کے واسطے حضرت عمر بن خطابؓ کے پاس بھیج دیئے اور لکھا کہ آسمانی کتاب کی رو سے اس کا جواب دیا جائے؟

پہلا سوال: ایک ماں کے شکم سے ایک دن ایک وقت میں دو بچے پیدا ہوئے' پھر ایک ہی روز میں دونوں کا انتقال ہوا' ایک بھائی کی عمر سو برس بڑی دوسرے بھائی کی عمر سو برس چھوٹی ہوئی' یہ کون تھے اور ایسا کس طرح ہوسکتا ہے؟

# علم اور علماء کی قدر و قیمت

### جنت میں بھی علماء کا شرف و مرتبہ برقرار:

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ جس طرح لوگ دنیا میں علم اور اہل علم کے محتاج ہیں' اسی طرح جنت میں بھی لوگ علماء کے محتاج رہیں گے' کیونکہ اہل جنت سے اللہ رب العزت ہر روز سوال کریں گے: "مانگو کیا مانگتے ہو؟" تو لوگ اپنے علماء سے پوچھیں گے کہ کیا مانگیں؟ علماء انہیں بتائیں گے کہ فلاں فلاں چیز مانگو' تو علماء کا شرف اور مرتبہ وہاں بھی کم نہ ہوگا' ان کے احسانات لوگوں پر جنت میں بھی بدستور رہیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص علم' دین کے واسطے سیکھے گا وہ بمنزلہ اس عابد کے ہے جو ہمیشہ کا روزہ دار' ساری عمر دن رات کا نمازی ہے اور فرمایا کہ "ایک مسئلہ کا سیکھنا ابوقبیس پہاڑ کے برابر سونا خیرات کرنے سے افضل اور بہتر ہے" اس کی وجہ یہ ہے کہ ما عندکم ینفذ وما عنداللہ باق! تمہارے پاس جو مال و دولت ہے وہ فنا کے کنارے پر ہے اور دین کا علم جو خدا کے پاس سے آیا ہے اسی طرح باقی رہے گا' ایک مسئلہ کسی عالم نے بتایا' اس کے سبب لاکھوں کی نجات ہوگی' کیونکہ وہ مسئلہ اس عالم کی یادگار بن کر دنیا میں باقی رہے گا' مال خواہ کتنا ہی کیوں نہ خرچ کیا جائے' کھانے والوں نے کھالیا اور نجاست بنا کر نکال دیا اور علم جس سینہ میں جائے گا شفا بن کے جائے گا' جب نکلے گا نور بن کے نکلے گا۔

حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ محدث سے پوچھا گیا کہ اگر آپ کو خدا کی طرف سے الہام ہو کہ آپ ابھی مر جائیں گے تو آپ کیا کریں گے؟ انہوں نے فرمایا کہ میں علم کی تحصیل کروں گا۔ واللہ! کیا عمدہ جواب ہے' موت کے وقت زندگی کی دعا اور حیات کی تلاش کرنی چاہئے۔ درحقیقت علم کی تلاش حیات حقیقی کی تلاش ہے۔ ادھر حیات مستعار ختم ہوئی' ادھر حیات باقی کی تلاش شروع کردی۔ حضرت عبداللہ ابن مبارک کا قول محض زبانی نہ تھا بلکہ اس پر عمل بھی کر کے دکھایا۔ عین نزع کی حالت میں ایک منشی آپ کے پاس علمی مسائل لکھ رہا تھا۔ کسی نے پوچھا کہ اس

مولانا سید رشید الدین حمیدیؒ

حالت میں آپ یہ کیا کر رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ جی ممکن ہے کہ میرے لئے کوئی مفید مطلب کی بات معلوم ہو جائے جو آج تک معلوم نہ ہو' سبحان اللہ! علم سے کس درجہ شغف تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ علماء کا مرتبہ دنیا بھر کے مسلمانوں سے سات سو درجہ بلند ہے اور ایک درجہ سے لے کر دوسرے درجہ کا فاصلہ پانچ سو برس کی راہ ہے: "قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون" عالموں کے برابر جاہل' بے علم کبھی نہیں ہو سکتا۔

### انسانی شرافت علم کے سبب سے ہے:

حضرت داؤد علیہ السلام نے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ کسی گوشہ میں جہاں میں ہوں' آپ ہوں اور تیسرا کوئی نہ ہو' عبادت کروں اور عبادت کرتے کرتے مر جاؤں۔ حکم ہوا کہ تمہاری خوشی ہے' لیکن اگر تم ہم سے ہماری خوشی کی بات پوچھو تو وہ یہ ہے کہ ہمیں تمہارا تنہا جنت میں جانا بالکل پسند نہیں' بہتوں کے ساتھ جانا نہایت پسند ہے۔ حق تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے: "ولقد کرمنا بنی آدم" ہم نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا' اشرف اور اکرم ہونے کی وجہ صرف علم ہے' انسانی شرافت طاقت' قوت اور زور کی بنیاد پر نہیں ہے' اس لئے کہ اونٹ انسان سے زیادہ زور آور ہے' اور نہ شرافت انسان کے جسمانی تن و توش کی وجہ سے ہے' ہاتھی سے زیادہ جسمانی تن و توش کس کا ہوگا' اور نہ شرافت' شجاعت کی وجہ سے ہے کیونکہ شیر سے زیادہ شجاع اور بہادر کون ہوگا؟ اور نہ شرافت انسانی زیادہ کھانے کی وجہ ہے کیونکہ بیل سے زیادہ کون کھائے' انسان کی شرافت محض علم کے سبب سے ہے۔

### دیندار عالم کی مجلس میں جانا ہزار رکعت پڑھنے سے افضل ہے:

حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کسی عالم دیندار کی مجلس میں ایک مرتبہ حاضر ہونا بہتر ہے ہزار رکعت پڑھنے سے' ایک ہزار بیماروں کی عیادت کرنے سے' ایک ہزار جنازوں میں شرکت کرنے سے' اس کی وجہ یہ ہے کہ

ہزار رکعت پڑھنے سے جسم ضعیف ہوا' دل نورانی ہوا' ہزار بیماروں کی عیادت کرنے سے بیماروں کو تسلی ہوئی' انہیں حیات ومغفرت کی امید دلائی' ہزار جنازوں کے دفن میں شرکت کرکے ہزار لاشوں کی مٹی عزیز کردی' توہین سے بچایا۔ بے شک یہ بڑا کام ہوا' لیکن عالم کی مجلس میں جانا سب سے بڑا کام ہے' جو شخص عالم کے پاس جاتا ہے' ہمیشہ کی حیات کے لئے آب حیات پی لیتا ہے' طبیب روحانی کے پاس گیا تو اپنے مرض کو دفع کیا اور جسم کو بھی راحت پہنچائی۔ آرام سے بیٹھا سنتا رہے' دل بھی نور علم سے منور ہوتا ہے' اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے افضل فرمایا۔

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک عالم شریعت کا مرجانا ایک ہزار ایسے عابدوں کے مرجانے سے جو رات بھر عبادت کریں' دن کو ہمیشہ روزہ رکھیں' زیادہ مصیبت کا باعث ہے' کیونکہ ہزار عابد مرے تو ہزار چراغ جو اکیلے خالی گھر میں روشن تھے گل ہوگئے۔ ایک عالم مرگیا تو گویا سورج گیا جس کی وجہ سے سینکڑوں روشن گھروں میں اندھیرا ہوگیا' اسی لئے فرمایا: ''موت العالم موت العالم'' ایک عالم کی موت دنیا جہان کی موت کے برابر ہے۔ فرمایا گیا کہ ''فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد'' ایک عالم (دین کا جاننے والا) شیطان پر ایک ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے کیونکہ شیطان کا کام ہے گمراہ کرنا اور عالم کا کام ہے ہدایت پر گامزن کرنا' ہزار عابد عبادت کرکے خود بخشے گئے' ایک عالم نے ہدایت کے راستہ پر لوگوں کو لگا کر ہزاروں کو بخشوادیا۔

## ایک مسئلہ پوچھنے کا ثواب:

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ علم کے بڑے خزانے ہیں' اور ان خزانوں کی کنجیاں عالموں سے مسئلہ پوچھنا ہے' لوگو! پوچھتے رہا کرو' ایک مسئلہ پوچھنے سے چار آدمی بخشے جاتے ہیں پوچھنے والا سائل' بتانے والا عالم' پاس بیٹھا ہوا سننے والا' اور اہل علم کے فریق سے محبت رکھنے والا' دیکھئے مال اور علم میں کتنا بڑا فرق ہوا۔ حدیث میں آتا ہے کہ جس عورت نے اپنے گھر میں سائل کو ٹکڑا خیرات کرنے کا حکم دیا اور گھر کی ملازمہ نے لے جاکر فقیر کے حوالے کیا تو تین آدمی ثواب کے مستحق ہوئے: گھر کا مالک' گھر والی اور ملازمہ لیکن مانگنے والا ثواب سے محروم رہا' بلکہ اگر بلا ضرورت سوال کیا تو گناہ گار ہوا' مگر علمی سوال میں سب سے پہلے سائل کی مغفرت ہوگی۔ قیامت کے دن سب پہلے گناہگاروں کی شفاعت انبیاء کریں گے' انہیں بخشوائیں گے' انبیاء کے بعد علماء شفاعت کریں گے' تیسرے درجے میں شہید لوگ شفاعت کریں گے' شہیدوں کا مرتبہ عالموں کے بعد ہے' کیونکہ شفاعت انبیاء کا حق ہے' عالم لوگ انبیاء کے وارث اور نائب ہیں: ''العلماء ورثۃ الانبیاء'' اور شہید لوگ علم دین اور شریعت محمدیہ کے سپاہی ہیں' پھر سپاہی کا مرتبہ بادشاہ کے نائب کے پیچھے ہونا لازمی ہے' اس لئے مرتبہ میں شہیدوں کو علماء کے پیچھے رکھا گیا۔

حضورؐ فرماتے ہیں کہ میری امت کا عطر عالم لوگ ہیں' ہوشیار ہوجاؤ' جس بات سے جاہل کا ایک گناہ معاف ہوگا' اس بات سے عالم کے چالیس گناہ معاف ہوں گے' یعنی اگر جاہل اور عالم دونوں مل کر کوئی ایسی نیکی کریں جس کے کرنے سے گناہ معاف ہوتے ہوں تو اس عمل کے کرنے سے عالم کے چالیس گناہ معاف ہوجائیں گے اور جاہل کا ایک گناہ معاف ہوگا۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ عالم اور عابد جب پل صراط پر پہنچیں گے تو عابد سے کہا جائے گا کہ تم سیدھے جنت میں چلے جاؤ' اپنی عبادت گزاری کے سبب سے اور عالم سے کہا جائے گا کہ تم یہاں ٹھہرو' جو گناہگار لوگ یہاں سے گزریں گے ان کی شفاعت کرو وہ بخشا جائے گا' یہ سن کر عالم عہدہ شفاعت پر کھڑا ہوجائے گا اور لوگوں کو بخشوائے گا' وجہ اس کی یہ ہے کہ انبیاء میں دو صفتیں ہیں: ایک عبادت کی' دوسری تبلیغ احکام کی' عبادت کرنے کی صفت عابدوں کے حق میں آئی اور تبلیغ احکام عالموں کے حصہ میں آئی' عبادت کا نتیجہ بغیر حساب جنت میں جانا ہے' تبلیغ احکام کا نتیجہ شفاعت کا عہدہ ملنا ہے' جب علماء دنیا میں انبیاء کے نائب اور قائم مقام ہوئے تو آخرت میں شفاعت میں بھی انبیاء کے قائم مقام ہوں گے۔

اہل علم کے رتبے اللہ کے کلام اور رسول کے فرمان سے تو بہت کچھ ثابت ہیں لیکن دنیا میں خلفاء اور بادشاہ بھی اہل علم کی بہت قدر کرتے تھے' امیر المومنین حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ جن کا مرتبہ علم' زہد وتقویٰ میں اپنی نظیر نہیں رکھتا' اکثر اوقات حضرت ابن عباسؓ سے مسئلے پوچھا کرتے تھے کیونکہ ابن عباسؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا تھی: ''اللھم علمہ الکتاب والحکمۃ'' الٰہی! عبداللہ ابن عباس کو کتاب اور حکمت سکھادے' اس دعا کی برکت سے ان کی معلومات علمی بہت وسیع تھیں۔

ایک مرتبہ ایک نصرانی بادشاہ نے چار سوالات لکھ کر حل کرنے کے واسطے حضرت عمر بن خطابؓ کے پاس بھیج دیئے اور لکھا کہ آسمانی کتاب کی رو سے اس کا جواب دیا جائے؟

پہلا سوال: ایک ماں کے شکم سے ایک دن ایک وقت میں دو بچے پیدا ہوئے' پھر ایک ہی روز میں دونوں کا انتقال ہوا' ایک بھائی کی عمر سو برس بڑی دوسرے بھائی کی عمر سو برس چھوٹی ہوئی' یہ کون تھے اور ایسا کس طرح ہوسکتا ہے؟

دوسرا سوال: وہ کون سی زمین ہے کہ جہاں ابتدائے پیدائش سے قیامت تک صرف ایک دفعہ سورج نکلا نہ اس سے پہلے کبھی نکلا تھا اور نہ بعد میں کبھی نکلے گا؟

تیسرا سوال: وہ کون سی قبر ہے جس کا مردہ بھی زندہ اور قبر بھی زندہ؟ اور قبر اپنے مدفون کو لئے پھرتی رہی' پھر مردے نے قبر سے باہر آ کر زندہ رہ کر بعد میں انتقال کیا؟

چوتھا سوال: وہ کون سا قیدی ہے جس کو قید خانہ میں سانس لینے کی اجازت نہیں اور وہ بغیر سانس لئے زندہ رہتا ہے۔

حضرت عمرؓ نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا کہ ان سوالات کے جواب لکھ دو' حضرت ابن عباسؓ نے جواب تحریر فرمایا:

پہلا جواب: وہ دونوں بھائی جو ایک دن کی پیدائش' ایک دن کی وفات' پھر ایک سو برس عمر میں چھوٹا' ایک عمر میں سو برس بڑا' یہ دونوں بھائی حضرت عزیر اور عزیز ہیں' ایک روز جڑواں پیدا ہوئے' ان دونوں کی وفات کا دن بھی ایک ہی ہے' لیکن درمیان میں اللہ نے حضرت عزیر کو اپنی قدرت کاملہ دکھانے کے لئے پورے سو برس مارے رکھا' سو برس کے بعد پھر زندہ کیا: "فاماته الله مأة عام ثم بعثه" سو برس کے بعد زندہ ہو کر اپنے گھر گئے' پھر کچھ دنوں تک اور زندہ رہے' اس کے بعد آپ کی اور آپ کے بھائی کی وفات ایک ہی دن میں ہوئی' اس لئے حضرت عزیر کی عمر سو سال کم ہوئی اور عزیز کی عمر سو برس زیادہ ہوگئی۔

دوسرا جواب: وہ زمین جس پر ساری عمر میں ایک دفعہ سورج نکلا تھا' پھر دوبارہ نہیں نکلا اور نہ آئندہ کبھی نکلے گا' وہ زمین بحر قلزم کی ہے جہاں فرعون غرق ہوا۔ زمین کی اس تہہ پر سورج صرف ایک بار پہنچا' آئندہ کبھی نہ پہنچے گا۔

تیسرا جواب: وہ قبر جس کا مردہ بھی زندہ اور قبر بھی زندہ' قبر اپنے مدفون کو لئے پھرتی ہے' وہ حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی ہے۔ قبر بھی زندہ' مردہ بھی زندہ' مچھلی آپ کو لئے ہوئے دریا کے اندر پھرتی رہی' مچھلی کے پیٹ سے باہر نکل کر آپ عرصہ تک زندہ رہے' پھر آپ کی وفات ہوئی۔

چوتھا جواب: جو قیدی قید خانہ میں سانس نہیں لیتا وہ بچہ ہے' جو شکم مادر میں قید ہے' خدا نے کہیں اس کے سانس لینے کا ذکر نہیں کیا اور نہ وہ سانس لیتا ہے مگر زندہ رہتا ہے۔

یہ جوابات حضرت عمرؓ نے اس نصرانی بادشاہ کے پاس بھجوا دیئے' اس نے ان جوابات کو دیکھ کر یہ کہا کہ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ابھی مسلمانوں میں شاید کوئی نبی زندہ ہے کیونکہ یہ جواب نبی کے سوا کوئی نہیں دے سکتا۔ (یہ محض اس کا گمان تھا جبکہ درحقیقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک کوئی نیا نبی نہیں آئے گا) حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی علمی بلندی کی وجہ سے تمام خلفاء ان کی بڑی عزت کرتے تھے۔

اہل علم کی یہ جو کچھ فضیلتیں قرآن اور حدیث سے بیان ہوئیں یہ سب کی سب دیندار عالم باعمل کے سلسلے میں آئی ہیں' بے عمل عالم قیامت کے دن سخت عذاب میں ہوگا۔ اس لئے علماء کو محض اپنی سندوں اور ڈگریوں پر اعتماد کرنے کے بجائے اپنے اعمال کو درست کرنے کی کوشش کرنی چاہئے' اسی میں امت کا مفاد ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو علم اور علماء کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆..........☆☆

## مفتی نظام الدین شامزی کو اسلام کی سربلندی کا علم اٹھانے کی پاداش میں شہید کیا گیا

کراچی (اسٹاف رپورٹر) مفتی نظام الدین شامزی کو اسلام کی سربلندی کا علم اٹھانے کی پاداش میں شہید کیا گیا۔ دہشت گرد اسلام اور مسلمانوں کو ہر صورت میں کچلنا چاہتے ہیں۔ علمائے کرام کو شہید کرنے کا مقصد عوام الناس کو اسلام اور علمائے کرام سے دور کرنا ہے۔ مسلمان پوری دنیا میں دہشت گردوں کے نشانے پر ہیں۔ مفتی صاحب کا قتل پوری انسانیت کا قتل ہے۔ شرپسندوں کو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اقدامات اٹھانے کی کھلی چھٹی دیدی گئی ہے۔ واشنگٹن اور لندن بیٹھے ہوئے عالمی آمر اپنے اتحادیوں کے ذریعہ اسلام کو دنیا سے نیست و نابود کرنے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ مفتی صاحب ان آمروں کی راہ میں رکاوٹ تھے اس لئے انہیں راہ سے ہٹا دیا گیا۔ ان کے مشن کو اپنی زندگی کے آخری سانس تک جاری رکھیں گے۔ ان خیالات کا اظہار ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر' مفتی محمد جمیل خان' مولانا امین الدین شامزی' مولانا نذیر احمد تونسوی' مولانا سعید احمد جلال پوری' قاری فیض اللہ چترالی' مولانا امان اللہ خالدی' مولانا محمد طیب لدھیانوی' مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی' مفتی حبیب الرحمٰن لدھیانوی' مولانا شاہ الرحمٰن اور دیگر نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامع مسجد فلاح نصیر آباد فیڈرل بی ایریا میں مفتی نظام الدین شامزی کی یاد میں منعقد ہونے والے ایک تعزیتی جلسے سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ مفتی نظام الدین شامزی کی شہادت سے علم و عمل کا ایک روشن باب بند ہوگیا۔ انہوں نے طاغوتی طاقتوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کی اور اپنے اصولی موقف پر زندگی کی آخری سانس تک ڈٹے رہے۔ انہوں نے مسلمانوں کو عزم و ہمت اور جدوجہد کا درس دیا اور اسلام کی سربلندی کے لئے جان قربان کرنے کا سبق پڑھایا۔ ان کے علمی و عملی جانشین ان کی چلائی ہوئی تحریک کو ہر قیمت پر جاری رکھ کر اسلام کے عالمی غلبہ کی راہ ہموار کریں گے۔

ختم نبوۃ

مولانا نذیر احمد تونسوی

# توہین رسالت اور قادیانیت

انبیاء کرام علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے وہ برگزیدہ بندے ہیں' جن کا انتخاب اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا۔ ان کی براہ راست تعلیم وتربیت فرمائی۔ بچپن سے لے کر لحد تک ان کی حفاظت فرمائی۔ ان کو معصوم عن الخطا قرار دیا۔ ان سے گناہ اور غلطی کی حس ہی ختم فرمادی۔ ان برگزیدہ ہستیوں کا آغاز حضرت آدم علیہ السلام سے ہوا اور یہ سلسلہ نبی آخرالزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوا۔ ہر نبی صادق نے اپنے سے پہلے نبی علیہ السلام کی تصدیق کی اور ان کی تعلیمات کو برحق قرار دیا۔ قرآن کریم میں ان انبیاء کرام علیہم السلام کی تصدیق اور ان کا احترام کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ان انبیاء کرام علیہم السلام کی حقانیت کی ایک دلیل یہ بتائی گئی کہ وہ ایک دوسرے کی تصدیق کرتے ہیں۔ ایک مسلمان کے لئے جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام کرنا ضروری ہے' اسی طرح اس کے لئے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک ہر پیغمبر پر ایمان لانا اور ان کا احترام کرنا بھی ضروری ہے اور جو شخص اس فریضہ میں کوتاہی کرے گا' وہ دائرہ اسلام سے خارج شمار ہوگا۔

البتہ چونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دین کامل اور شریعت کامل لے کر تشریف لائے' اس لئے سابقہ تمام کتب اور شریعتیں منسوخ ہوگئیں اور ان پر عمل کرنے کا حکم ختم ہوگیا۔ لیکن اس کے باوجود نہ ان انبیائے کرام علیہم السلام کے احترام میں معمولی سی کمی کی جاسکتی ہے اور نہ ہی ان سابقہ کتب کے بارے میں تحقیر آمیز رویہ اختیار کیا جاسکتا ہے بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث مبارکہ کے ذریعہ مسلمانوں کو انبیائے کرام علیہم السلام کے درمیان درجہ بندی کرنے کی بھی ممانعت فرمائی ہے تاکہ انبیائے کرام علیہم السلام کی تحقیر کا کوئی پہلو بھی باقی نہ رہے۔ یہ تو انبیائے کرام علیہم السلام کے بارے میں مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔

اس کے برعکس بعض ادیان وطبقات کی بنیاد ہی توہین رسالت پر رکھی گئی ہے۔ ان کے نزدیک توہین رسالت کا ارتکاب کئے بغیر اپنے باطل مذہب کی ترویج واشاعت ناممکن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ توہین رسالت کے قانون کے خلاف یہی طبقات سب سے زیادہ واویلا مچا رہے ہیں۔ ان طبقات میں قادیانی سرفہرست ہیں۔

قادیانی توہین رسالت کا ارتکاب کس طرح کرتے ہیں؟ کیا ان کے نزدیک توہین رسالت کا ارتکاب مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی آل اولاد کی سنت ہے؟ اس کے بارے میں جاننے کے لئے ہمیں یہ جاننا پڑے گا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی آل اولاد کے عقائد کیا ہیں؟ اور انہوں نے کس انداز سے توہین رسالت کا ارتکاب کیا ہے؟ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی ذریت کی دلخراش تحریرات ملاحظہ فرمایئے جس سے آپ کو خود ہی ان تمام سوالات کا جواب مل جائے گا کیونکہ مرزا قادیانی اور اس کی ذریت اپنی ان تحریرات کی وجہ سے توہین رسالت کی مرتکب ہوئی ہے اور ہر قادیانی ان کی ان تحریرات پر ایمان لانے اور اپنے قول وفعل کے ذریعہ ان کے کھلم کھلا اظہار کی وجہ سے لازماً توہین رسالت کا مرتکب ہوتا ہے۔ ان تحریرات کو پڑھئے اور سوچئے کہ کیا مرزا قادیانی اور اس کی ذریت کے علاوہ کوئی اور شخص بھی انسانیت سے اتنا گر سکتا ہے؟ لیکن پہلے خود مرزا غلام احمد قادیانی کا وضع کردہ ایک اصول پڑھ لیجئے:

☆ ......"اسلام میں کسی نبی کی تحقیر کفر ہے اور سب پر ایمان لانا فرض ہے۔ کسی نبی کی اشارہ سے بھی تحقیر سخت معصیت اور موجب نزول غضب الٰہی ہے۔" (چشمہ معرفت ص۳۹۰ روحانی خزائن ص۳۹۰ ج۲۳)

مندرجہ بالا تحریر کی روشنی میں اب خود مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریریں ملاحظہ فرمائیں:

☆ ......"**محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم** (سورہ فتح)۔ اس وحی الٰہی میں میرا (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی کا) نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔" (ایک غلطی کا ازالہ ص۴' روحانی خزائن ص۲۰۷ ج۱۸)

☆ ......"اور جان کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے (یعنی آج سے چودہ سو سال پہلے چھٹی صدی میں

ختم نبوۃ

میں) ایسا ہی مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی بروزی صورت اختیار کرکے چھٹے ہزار (یعنی چودہ سو سال بعد تیرھویں صدی ہجری) کے آخر میں مبعوث ہوئے۔'' (روحانی خزائن ص۲۷۰ ج۱۶)

☆...... حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کا ذہنی ارتقاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تھا...... اور یہ جزوی فضیلت ہے جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو آنحضرت صلعم پر حاصل ہے۔'' (قادیانی رسالہ ریویو آف ریلیجنز مئی ۱۹۲۹ء)

☆...... مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔'' (کلمۃ الفصل ص۱۵۸ از مرزا بشیر احمد ابن مرزا غلام احمد قادیانی)

☆...... ''حضرت اقدس (مرزا قادیانی) نے فرمایا کہ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو) معراج جس وجود سے ہوا وہ یہ جگنے موتنے والا وجود تو نہ تھا۔'' (ملفوظات احمدیہ ص۴۵۹ ج۹)

☆...... ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب...... عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھا لیتے تھے حالانکہ مشہور تھا کہ سور کی چربی اس میں پڑتی ہے۔'' (مرزا غلام احمد قادیانی کا مکتوب مندرجہ روزنامہ الفضل قادیان ۲۲/فروری ۱۹۲۴ء)

☆...... یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کرسکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پاسکتا ہے حتیٰ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ سکتا ہے۔'' (اخبار الفضل قادیان ۱۷/جولائی ۱۹۲۲ء)

☆...... ''میرا (یعنی مرزا قادیانی کا) نام محمد اور احمد ہوا۔ پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی۔ محمد کی چیز محمد کے پاس ہی رہی۔'' (ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن ص۲۱۶ ج۱۸)

☆...... ''ظلی نبوت نے مسیح موعود (یعنی مرزا قادیانی) کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم کے پہلو بہ پہلو لاکھڑا کیا۔'' (کلمۃ الفصل از مرزا بشیر احمد ابن مرزا غلام احمد قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ص۱۱۳ نمبر۳ ج۱۴)

☆...... ''محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے بڑھ کر اپنی شاں میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں''
(اخبار بدر قادیان ۲۵/اکتوبر ۱۹۰۶ء)

☆...... ''مسیح موعود (یعنی مرزا قادیانی) کو جو بلحاظ مدارج کئی نبیوں سے بھی افضل ہیں...... ایسے مقام پر پہنچے کہ نبیوں کو بھی اس مقام پر رشک ہے۔'' (خطبہ عید از مرزا بشیر الدین محمود احمد مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۰ ص ۷ مورخہ ۵/فروری ۱۹۳۳ء)

☆...... ''میں اس بات کا خود قائل ہوں کہ دنیا میں کوئی ایسا نبی نہیں آیا، جس نے کبھی اجتہاد میں غلطی نہیں کی۔'' (تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۳۵، روحانی خزائن ص۵۷۳ ج۲۲)

☆...... مرزا قادیانی کا شعر ہے:
''میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار''
(درثمین ص۲۳)

☆...... ''خدا تعالیٰ میرے لئے (یعنی مرزا قادیانی کے لئے) اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔'' (تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۳۷، روحانی خزائن ص۵۷۵ ج۲۲)

☆...... ''پس اس امت کا یوسف یعنی یہ عاجز (مرزا غلام احمد قادیانی) اسرائیلی یوسف (علیہ السلام) سے بڑھ کر ہے، کیونکہ یہ عاجز قید کی دعا کرکے بھی قید سے بچایا گیا مگر یوسف بن یعقوب (علیہ السلام) قید میں ڈالا گیا۔'' (براہین احمدیہ ج ۵ ص۹۹، روحانی خزائن ص۹۹ ج۲۱)

☆...... ''اور یہ جو فرمایا کہ:'' واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی'' یہ قرآن کی آیت ہے اور اس مقام میں اس کے یہ معنی ہیں کہ یہ ابراہیم (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) جو بھیجا گیا، تم اپنی عبادتوں اور عقیدوں کو اس کی طرز پر بجالاؤ اور ہر ایک امر میں اس کے نمونہ پر اپنے تئیں بناؤ۔'' (اربعین نمبر۳ ص ۳۸، روحانی خزائن ج ۱۷ ص۴۲۰، ۴۲۱)

☆...... ''پس اب کیا یہ پرلے درجہ کی بے غیرتی نہیں کہ جہاں ہم: ''لا نفرق بین احد من رسلہ'' میں داؤد اور سلیمان، زکریا اور یحییٰ علیہم السلام کو شامل کرتے ہیں، وہاں مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) جیسے عظیم الشان نبی کو چھوڑ دیا جاوے۔'' (کلمۃ الفصل ص ۱۱۷ مؤلفہ مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی، ریویو آف ریلیجنز قادیان مارچ، اپریل 1915ء)

☆...... ''خدا تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء علیہم السلام کا مظہر ٹھہرایا ہے اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کئے ہیں۔ میں آدم ہوں، میں شیث ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحٰق ہوں، میں اسمٰعیل ہوں، میں یعقوب ہوں، میں یوسف ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا میں مظہر اتم ہوں۔'' (حقیقت الوحی حاشیہ ص ۷۲، روحانی خزائن ص۷۶ ج۲۲)

☆☆......☆☆

نعت رسول مقبول ﷺ

# بحضور خیرالانام صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت مولانا مفتی کفیل الرحمٰن نشاط دامت برکاتہم

حبیبِ یزداں شفیعِ اعظمؐ درود ان پر سلام ان پر
نبی رحمت رسولِ اکرم درود ان پر سلام ان پر

وہ جن کی آمد ورودِ برکت، وہ جن کی بعثت سراج امت
پیام جن کا محیطِ عالمؐ درود ان پر سلام ان پر

وہ جن کو رب نے عروج بخشا، کلاہِ معراج کے وہ حامل
وہ صاحبِ رفعتِ مجسمؐ درود ان پر سلام ان پر

وہ تذکرہ جن کا جزوِ ایماں، وہ ذکر جن کا سکوں کا عنوان
جراحتوں پر شفا کا مرہمؐ درود ان پر سلام ان پر

وہ جن کے اخلاق کے علو پر کلامِ پروردگار شاہد
وہ رحمتوں شفقتوں کا سنگمؐ درود ان پر سلام ان پر

وہ زینتِ عظمتِ امامت، وہ خاتمِ منصبِ رسالت
وہ نازش و فخر ابن آدمؐ درود ان پر سلام ان پر

وہ عاصیوں پر سحاب شفقت، شفیع امت کفیل جنت
وہ حشر کے دن نشاطؔ پیہمؐ درود ان پر سلام ان پر

REGD. NO. SS-160


# کیا آپ نے کبھی غور کیا؟

## قادیانی

ہمارے نوجوانوں کو ورغلا
کر مُرتد بنا رہے ہیں
اس مقصد کے لئے
وہ کروڑوں روپے پانی کی طرح بہا رہے ہیں

### ختم نبوۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی بھرپور نمائندگی کرتا ہے اور مجلس کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچاتا ہے، جس میں سیرت رسولِ آخرﷺ، سیرتِ الصحابہؓ، دینی و اصلاحی مضامین شائع کئے جاتے ہیں مرزائیت کا بھی جدید انداز میں تجزیہ کیا جاتا ہے

### الحمد للہ

یہ ہفت روزہ امریکہ، برطانیہ، اسپین ماریشس، جنوبی افریقہ، سعودی عرب، نائجیریا، قطر، بنگلہ دیش، آسٹریلیا اور دنیا کے کئی دیگر ملکوں میں جاتا ہے۔

### جب آپ حق پر ہیں تو

آپ نے ناموسِ رسالت مآب ﷺ اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کیا انتظام کیا؟
کیا یہ آپ کی ذمہ داری نہیں کہ قادیانیوں کی خطرناک سرگرمیوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں؟
اگر ہے تو آج ہی ملّت اسلامیہ کے بین الاقوامی ہفت روزہ

## ہفت روزہ ختم نبوۃ

کا مطالعہ کیجئے

خوبصورت ٹائیٹل
کمپیوٹر کتابت
عمدہ طباعت

ہر جمعہ کو پابندی
سے شائع ہوتا ہے

### تعاون کا ہاتھ بڑھایئے

خریدار بنیئے — بنائیے
اشتہارات دیجئے
مالی امداد فراہم کیجئے

**اِنشاءَ اللہ اِس میں دُنیا و آخرت کا فائدہ ہے**